امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر معاویہ پر ایک نظر

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادری پبلشرز۔ لاہور

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر معاویہ پر ایک نظر

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادری پبلشرز

منظور منزل، ۴۲۔ اردو بازار لاہور

نام کتاب	••—••	امیر معاویہ پر ایک نظر
مصنف	••—••	حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات	••—••	112
تعداد	••—••	1100
کمپوزنگ	••—••	words maker
باہتمام	••—••	غلام عبدالقادر خان
ناشر	••—••	قادری پبلشرز
مطبع	••—••	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت	••—••	روپے

سٹاکسٹ

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 7246006

فہرست مضامین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر

نعت صلی اللہ علیہ وسلم

خاکِ مدینہ ہوتی میں خاکسار ہوتا
ہوتی رہِ مدینہ میرا غبار ہوتا

آقا اگر کرم سے طیبہ مجھے بلاتے
روضہ پہ صدقے ہوتا اُن پر نثار ہوتا

وہ بے کسوں کے آقا بے کس کو گر بلاتے
کیوں سب کی ٹھوکروں پر پڑ کر میں خوار ہوتا

طیبہ میں گر میسّر دو گز زمین ہوتی
ان کے قریب بستا دِل کو قرار ہوتا

مرمٹ کے خوب لگتی مٹی مری ٹھکانے
گر اُن کی رہ گزر پر میرا مزار ہوتا

یہ آرزو ہے دِل کی ہوتا وہ سبز گنبد
اور میں غبار بن کر اُس پر نثار ہوتا

بے چین دل کو اب تک سمجھا بجھا کے رکھا
مگر اب تو اِس سے آقا نہیں اِنتظار ہوتا

سالک ہوئے ہم اُن کے وہ بھی ہوئے ہمارے
دِلِ مُضطرب کو لیکن نہیں اعتبار ہوتا

حکیم الامت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ التُّقٰى.

جاننا چاہیے کہ ایمان کی بنیاد جس پر تمام عقائد واعمال کی عمارت قائم ہوسکتی ہے وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت ہے۔ حضور ہی کی عظمت ومحبت سے رب تعالیٰ کی ہیبت وجلال دل میں پیدا ہوتی ہے' اسی سے سارے پیغمبروں کی تعظیم وتوقیر حاصل ہوتی ہے' اسی سے قرآن کریم کا وقار اسی سے اسلام کی عظمت دل میں جاگزین ہوتے ہیں غرض کہ جس دل میں حضور کی محبت ہے اس میں ایمان ہے اور جو اس سے خالی ہوا وہ ایمان سے بے بہرہ رہا۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. (۴-۶۵)	اے محبوب تمہارے رب کی قسم یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ اپنے تمام جھگڑوں میں تمہیں اپنا حاکم بنائیں پھر تمہارے فیصلہ سے اپنے دل میں تنگی نہ پائیں اور سرنیاز تسلیم کردیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.	تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُسے اُس کے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

پھر یہ بھی خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اُس وقت تک حاصل

نہیں ہوسکتی جب تک کہ حضور کے تمام صحابہ کرام' اہل بیت اطہار بلکہ حضور سے ہر نسبت رکھنے والی چیز سے دلی محبت نہ ہو' اس لیے رب العالمین نے اپنی پہچان اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اور حضور کی پہچان صحابہ کبار کے وسیلہ سے کرائی کہ ارشاد فرمایا:

هُوَالَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا○ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ. (۲۸-۲۸'۲۹)	وہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ انہیں تمام دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے محمد اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے تمام ساتھی کافروں پر سخت ہیں آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ خدا نما ہیں اور حضور کے اصحاب آئینہ رسول نما خدا کو پہچاننا ہے تو حضور کو جانو اور مانو اور حضور کو جاننا اور ماننا ہے تو اُن کے انصار ومہاجرین کو مانو۔ یہ بھی خیال رہے کہ ایک پیغمبر کا انکار سارے پیغمبروں کا انکار ہے' رب فرماتا ہے:

۱۔ كَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِيْنَ (۲۶-۱۲۳)	قوم عاد نے تمام نبیوں کو جھوٹا کہا۔
۲۔ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ (۱۵-۸۰)	حجر والوں نے سارے رسولوں کو جھٹلایا۔
۳۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ (۲۶-۱۴۱)	قوم ثمود نے تمام پیغمبروں کو جھوٹا کہا۔
۴۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ (۲۶-۱۰۵)	قوم نوح نے سارے رسولوں کو جھٹلایا۔
۵۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ (۲۶-۱۶۰)	قوم لوط نے سارے نبیوں کو جھوٹا کہا۔

دیکھو قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم نوح نے صرف اپنے اپنے ایک رسول کی تکذیب کی تھی مگر رب تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے سارے پیغمبروں کا انکار کر دیا۔ معلوم ہوا کہ ایک پیغمبر کا انکار سارے رسولوں کا انکار ہے، اسی طرح ایک صحابی کا انکار اہل بیت اطہار میں سے ایک بزرگ سے سرتابی درپردہ تمام صحابہ کرام اور سارے اہل بیت کا انکار ہے۔

آج مشاہدہ ہو رہا ہے کہ جس دل میں صرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے عداوت پیدا ہوتی ہے تو اس کا انجام یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ اُس میں اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام تمام ہی کی نفرت پیدا ہو گئی اور سب پر زبان طعنہ دراز کرنے لگے۔ اس پر زمانہ ماضی و حال شاہد عدل ہے۔

خوارج

یہ لوگ اولاً علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سپاہی اور آپ کے جانثار تھے آپ پر جان و مال قربان کرتے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرمائی تو یہ لوگ بغض معاویہ رضی اللہ عنہ کے جوش میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متنفر ہو گئے اور کہنے لگے کہ علی رضی اللہ عنہ نے سخت غلطی کی کہ معاویہ جیسے دشمن سے صلح کر لی اور غیر خدا کو حکم قبول کر کے شرک کا ارتکاب کیا۔ آخر کار یہ بغض معاویہ والے لوگ ذوالفقار حیدری سے تہ تیغ ہوئے۔ اُن کے خروج کی اصلی وجہ بغض معاویہ ہوئی۔

روافض

یہ مدعیان محبت اہل بیت بھی بغض امیر معاویہ کی بیماری میں گرفتار ہیں اور اس بیماری کا نتیجہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حضرات اہل بیت اطہار سے درپردہ متنفر ہیں چنانچہ ان میں سے بعض بارہ اماموں کے ماننے پر اور بعض صرف چھ کے ماننے پر اور بعض صرف تین اماموں کے معتقد ہونے پر مجبور ہیں۔ ورنہ محبت اہل بیت کا تو تقاضا یہ تھا کہ حضور کے سارے اہل بیت پر ایمان لایا جائے اور حضور کے سارے

اہلِ قرابت پر جان و مال قربان کیا جائے اور حضور کی تمام ازواج پاک' اولادِ پاک پر دل سے فدا ہوں یہ فہرست بنانا کیا معنی کہ ہم تو اہل بیت میں صرف بارہ کو یا چھ کو یا تین کو مانیں گے۔ باقی کو نہیں۔ پتہ لگا کہ بغض معاویہ کی بیماری نے محبت اہل بیت کی جگہ دل میں چھوڑی ہی نہیں۔

ہم نے گزشتہ زمانہ میں شیعہ حضرات کو خود دیکھا تھا کہ ماتم میں حسن حسین دونوں حضرات کا نام لیتے تھے لیکن موجودہ ماتم میں امام حسن کا نام شریف اُڑا دیا گیا۔ فیض آباد کے ضلع میں صرف علی مولیٰ' حیدر مولیٰ کے نام پر ماتم ہوتا ہے اور پنجاب میں سینہ کوٹتے وقت یا حسین یا حسین کی صدا ہوتی ہے۔ آخر یہ کیوں؟ صرف اس لیے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرما کر اُن کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمائی تھی۔ بھلا کیسے ہو سکتا تھا کہ بغض معاویہ رضی اللہ عنہ والے دل میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی محبت کی گنجائش رہ جاتی' بغض معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ انجام ہے۔

پہلا شخص

یار امیر معاویہ بڑے فاسق و ظالم تھے۔ اہل بیت اطہار کے سخت دشمن تھے۔ انہوں نے علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کیا اور ان کی وجہ سے ہزارہا مسلمانوں کا خون بہا' مسلمان عورتیں بیوہ ہوئیں' مسلمان بچے یتیم ہوئے۔ حضرت علی کو ستایا اور جس نے علی کو ستایا اُس نے رسول کو ستایا اور جس نے رسول کو ستایا اُس نے رب کو دکھ دیا۔ بھلا ایسا شخص کب سچا مسلمان ہو سکتا ہے۔ غضب ہے کہ لوگ معاویہ کو بھی پرہیز گار مانتے ہیں۔

دُوسرا شخص

یار بات کہنے کی نہیں چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ اہل بیت کو سب نے ہی جی بھر کر ستایا۔ برسوں کے رضی اللہ عنہ نے ایسی حرکتیں کیں کہ توبہ بھلی۔ حضرت عائشہ صدیقہ' حضرت طلحہ' حضرت زبیر (عشرہ مبشرہ والے) اور جنگِ جمل و حنین کے تمام

وہ لوگ جو حضرت عائشہ یا معاویہ کے ساتھی تھے۔ سب ہی اہل بیت کی عداوت سے بھرپور تھے سب نے ہی حضرت علی کے خلاف نبرد آزمائی کی۔

تیسرا شخص

یار میرا دل تو کہتا ہے کہ معاویہ جیسے فاسق وفاجر کے ہاتھ پر امام حسن کو بھی بیعت نہ کرنا چاہیے تھی۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے بڑی بزدلی دکھائی کہ معاویہ سے صرف صلح ہی نہ کی بلکہ اُن کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح مرد میدان بن کر ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ پر جان قربان کہ جان دے دی مگر ملعون یزید کی بیعت نہ کی۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کو کم از کم اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی سبق لینا چاہیے تھا کہ دین کی حمایت اور خلافت کی حفاظت میں کسی نقصان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہمت سے مقابلہ کیا' امام حسن رضی اللہ عنہ نے کیوں ایسا نہ کیا۔

چوتھا شخص

یار امام حسن رضی اللہ عنہ کے صلح کے وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کیا ہو گیا تھا کہ وہ بھی خاموش رہے اور اپنے بھائی کو نہ سمجھایا نہ اُن سے قطع تعلق کیا۔ یہاں ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کا قلع قمع کر دیا ہوتا تو کربلا والا واقعہ ہی پیش نہ آتا نہ معلوم امام حسین رضی اللہ عنہ اس وقت کیوں خاموش رہے اور کربلا والی جرأت و ہمت امیر معاویہ کے مقابلہ میں کیوں نہ دکھائی۔ یار گومگو کا معاملہ ہے' کیا کہیں کیا نہ کہیں۔

پانچواں شخص

یار بات دور پہنچتی ہے کہنے کی ہمت نہیں پڑتی ورنہ اگر غور کیا جائے تو بڑی غلطی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی ہوئی کہ اتنا لڑ بھڑ کر پھر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور خلافت کے دو ٹکڑے ہو جانے پر راضی ہو گئے۔ تمام مصیبتوں کی جڑ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

صلح ہے بڑی غلطی اس صلح میں ہوئی ساری ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہے۔ وہ اللہ کے شیر تھے معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہوتی تا کہ آئندہ یہ واقعات ہی رونما نہ ہوتے۔

چھٹا شخص

یار اگر سچی پوچھو تو ان تمام فتنوں کی جڑ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائم کی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے زمانۂ خلافت میں شام کا گورنر مقرر کر گئے اگر یہ گورنری معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ ملتی تو آئندہ اُن کے دل میں خلیفہ بننے کا شوق نہ پیدا ہوتا۔ ان تمام فتنوں کی جڑ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قائم کی ہوئی ہے۔

ساتواں شخص

یار ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم دیا ہے تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی معاویہ جیسے دشمن اہل بیت کو اپنی بارگاہ میں باریاب کیوں ہونے دیا کہ انہیں اپنا کاتب وحی مقرر کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ام حبیبہ سے نکاح کر کے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا سالا بننے کا موقع دیا۔ پھر اُن کے فضائل بیان کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہمت اور جرأت پیدا کی۔ ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس معاملہ میں لغزش واقع ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کا گندم کھانا' حضور کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باریاب کرنا بڑی خرابیوں کا باعث ہوا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ)

آٹھواں شخص

یار میری سمجھ میں نہیں آتا کہ قرآن تو حضور کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف یوں کرتا ہے کہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (۴۸-۲۹) کہ وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر مہربان۔ مگر جب ان تمام جنگجو صحابہ کی تواریخ دیکھی

کے گھاٹ اتارنے والے ہیں یا تو قرآن کی یہ آیت درست نہیں، کسی نے ملاوٹ کردی ہے اور یا ان تمام جنگِ جمل یا صفین والوں میں کوئی بھی صحابی نہیں۔ ان کی لڑائیاں ہمارے اسلام پر ایک بدنما داغ ہیں۔

یہ اُن لوگوں کی گفتگو ہے جو اپنے کو صحیح العقیدہ، راسخ الاعتقاد سچا اور پکا مسلمان سمجھ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے متنفر ہیں۔ غور کرو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بغض کی بیماری کس طرح ایمان کا خاتمہ کردیتی ہے کہ اگر اس میں زیادہ بحث کی جائے تو پھر نہ صحابہ طعن سے بچتے ہیں نہ اہل بیت۔ بلکہ پھر نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دل میں رہتی ہے نہ قرآن کریم کا وقار۔

فی زمانہ بہت سے سنی کہلانے والے بزرگ بغض معاویہ کی بیماری میں گرفتار ہیں۔ اہلِ دل حضرات اس حالت پر خون کے آنسو روتے ہیں، اس نازک حالت کو دیکھتے ہوئے مجھے میرے محترم بزرگ حضرت سید پیر محمد معصوم شاہ صاحب قادری ساکن سادہ چک ضلع گجرات نے فرمائش کی کہ کوئی رسالہ ایسا تحریر کرو جس میں اس بیماری کا مکمل علاج ہو جس سے مسلمانوں کے دل صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی محبت سے بھرپور ہو جائیں اور لوگوں کے دلوں میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت و عظمت قائم ہو، اُن کی طرف دل مائل ہوں اور ان صحابی رسول کا وقار دلوں میں قائم ہو۔ میں نے اُن کے اس جذبہ کی قدر کرتے ہوئے اس رسالہ کی طرف توجہ کی۔

خیال رہے کہ اس رسالہ میں اُن سنی حضرات سے خطاب ہے جو کچھ غلط فہمیوں کی بنا پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بددل ہیں، اُن کی عظمت کے انکاری ہیں۔ شیعہ حضرات سے اس مسئلہ پر گفتگو کرنا ایسے ہی بیکار ہے جیسے غیر مسلم سے نماز وضو کے مسائل پر مناظرہ کرنا، اُس سے تو پہلے حقانیت اسلام پر گفتگو کرنا چاہیے۔ اسی طرح شیعہ حضرات سے پہلے اس پر گفتگو کی جائے کہ آیا قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے یا نہیں اگر ہے تو محفوظ ہے یا توریت وانجیل کی طرح اس میں بھی تحریف ہوچکی۔ نیز

خلافت صدیقی وفاروقی برحق ہے یا نہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ تو بہت بعد کا ہے۔ اُن سے پہلے تو حقانیت قرآن اور حقانیت خلفائے راشدین اور تمام اہل بیت کی حقانیت کا اقرار کرایا جائے۔

اس رسالہ کا وہ ہی طریقہ ہوگا جو جاء الحق وسلطنت مصطفیٰ وغیرہ کتب کا ہے۔ یعنی اس میں ایک مقدمہ ہوگا اور دو باب مقدمہ میں صحابہ کرام اور اہل بیت کرام کی حقانیت اور ان کے فضائل بیان ہوں گے اور پہلے باب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومراتب، دوسرے باب میں اُن پر اعتراضات اور اُن کے جوابات مذکور ہوں گے۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ نظر انصاف سے اس رسالہ کو بغور مطالعہ فرمادیں اور حق قبول کرنے میں تامل نہ کریں اور مجھ فقیر بے نوا کے لیے دعا کریں کہ رب تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غلامی نصیب کرے اور اُن کے تمام صحابہ کبار اہل بیت اطہار کی سچی محبت نصیب کرے اور حضور کے اُن جاں نثاروں کے غلاموں میں حشر نصیب فرمائے۔

جو کوئی اس رسالہ سے فائدہ اٹھائے وہ مجھے اپنی دعائے خیر میں رکھے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اٰمِيْن بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ.

احمد یار خان

خطیب جامع چوک پاکستان گجرات

۲۱ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ دوشنبہ مبارک

اس رسالہ کی تصنیف میں حسب ذیل کتب سے امداد لی گئی ہے:
قرآن کریم' ترمذی شریف' بخاری شریف' مشکوٰۃ شریف' مرقاۃ' اشعۃ اللمعات' صواعق محرقہ' تطہیر الجنان' وغیرہ۔ آخر میں ایک خاتمہ شامل کیا گیا ہے جس میں چند ضروری ہدایات اور حضرت مجدد الف ثانی سرہندی و حضور غوث الثقلین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال طیبہ وطاہرہ ہیں۔

مقدمہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بھی ہیں اور حضور کے نسبی وسسرالی رشتہ دار بھی جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا اس لیے اس مقدمہ میں صحابہ اور اہلِ بیت کے متعلق کچھ ضروری باتیں عرض کی جاتی ہیں پہلے انہیں غور سے مطالعہ کرلیا جائے' پھر اصل کتاب ملاحظہ فرمائی جائے تاکہ پورا پورا فائدہ ہو۔

صحابی

نمبر ۱: صحابی وہ خوش نصیب مومن ہیں جنہوں نے ایمان وہوش کی حالت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نظر دیکھا یا انہیں حضرت کی صحبت نصیب ہوئی پھر اُن پر خاتمہ بھی نصیب ہوا لہٰذا حضرت ابراہیم طیب وطاہر فرزندانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو بچپن ہی میں وفات پا گئے صحابی نہیں کیونکہ انہوں نے شیر خوارگی میں حضور کو دیکھا جب کہ ہوش نہیں ہوتا اور سیدنا عبداللہ ابن ام مکتوم نابینا صحابی ہیں کیونکہ وہ بزرگ اگرچہ نابینا ہونے کی وجہ سے حضور کو دیکھ نہ سکے مگر اُس صحبت پاک میں تو

حاضر ہوئے اور جو لوگ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد مرتد ہو کر مرے جیسے مسیلمہ کذاب پر ایمان لے آنے والے۔ وہ صحابی نہیں کیونکہ صحابیت میں ایمان پر خاتمہ ہونے کی شرط ہے' البتہ وہ لوگ جو مرتد ہو کر پھر ایمان لے آئے۔ جیسے اشعث ابن قیس یا زمانہ صدیقی میں زکوٰۃ کے منکر جو بعد میں تائب ہو گئے وہ اکثر علماء کے نزدیک صحابی ہیں۔ (از مرقاۃ واشعۃ اللمعات وغیرہ)

نمبر ۲: اسلام میں صحابیت سب سے بڑا درجہ ہے۔ پیغمبر کے بعد صحابی ہی اعلیٰ رتبہ والے ہیں۔ تمام دنیا کے اولیاء' اقطاب' ابدال' غوث صحابی کی گرد کو نہیں پہنچ سکے اور کیوں نہ ہو کہ صحابی صحبت یافتہ جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں۔ اس کے مکمل دلائل عنقریب بیان ہوں گے۔

یوں سمجھو کہ جہاد کرنے والا غازی ہے' قرآن پڑھنے والا قاری' نماز پڑھنے والا نمازی' اسلامی فیصلے کرنے والا قاضی کعبہ کو دیکھ آنے والا حاجی مگر چہرہ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنے والا مومن صحابی ہے۔ حضور کے بعد مسلمانوں میں حاجی' غازی' نمازی' قاضی سب ہو سکتے ہیں مگر صحابی کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ دے گئے مگر اپنا دیدار ساتھ لے گئے۔

نمبر ۳: کل صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ یعنی انبیاء کی تعداد کے برابر پھر جیسے انبیاء کرام مختلف درجے والے ہیں ایسے ہی صحابہ کرام مختلف مرتبہ والے' رب تعالیٰ انبیاء کرام کے بارے میں فرماتا ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ. (۲-۲۵۴)	یہ پیغمبر بزرگی دی ہم نے اُن کے بعض کو بعض پر اُن میں سے بعض وہ ہیں جن سے رب نے کلام کیا اور بعضوں کو درجوں بلند کیا۔

ادھر صحابہ کرام کے متعلق ارشاد باری ہوتا ہے:

لَایَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا ؕ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ (۵۷-۱۰)	تم میں سے وہ لوگ جو فتح مکہ سے پہلے صدقہ وجہاد کر چکے برابر نہیں۔ یہ بڑے درجہ والے ہیں اُن سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد صدقات دیئے اور جہاد کئے اور اللہ نے ان سب سے جنت کا وعدہ فرمالیا۔

پھر جیسے سارے فرشتوں میں چار سردار اور سارے نبیوں میں چار پیغمبر بڑی ہی شان والے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام' داؤد علیہ السلام' عیسیٰ علیہ السلام اور حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی تمام صحابہ کرام میں چار صحابہ بہت ہی اعلیٰ شان والے یعنی خلفائے راشدین ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی' علی حیدر کرار رضوان اللہ علیہم اجمعین' پھر عشرہ مبشرہ' پھر عالم اہل بدر' پھر عالم اہلِ احد' پھر تمام بیعت الرضوان والے' پھر بیعت عقبہ والے' پھر سابقین یعنی وہ حضرات جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی پھر فتح مکہ کے دن یا اُن کے بعد ایمان لانے والے۔ (مرقاۃ' شرح مشکوٰۃ)

نمبر ۴: خلفائے راشدین کے فضائل شمار سے باہر ہیں۔ اُن لوگوں کے ناموں کو رب تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ قرب حاصل ہے کہ سبحان اللہ لا الٰہ الا اللہ کے حرف بارہ ہیں' اسی طرح محمد رسول اللہ' ابوبکر الصدیق' عمر ابن الخطاب' عثمان ابن عفان' علی ابن ابی طالب تمام میں بارہ بارہ حرف ہی ہیں۔ حضور نے فرمایا خیر القرون قرنی یعنی تمام زمانوں میں میرا زمانہ زیادہ بہتر ہے۔ قرنی میں ق صدیق اکبر کی۔ رعمر کی' ن عثمان کی' ی علی کی طرف اشارہ ہے گویا ان بزرگوں کا زمانہ حضور ہی کا زمانہ ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۶۳ سال ہوئی۔ اسی طرح ان تمام خلفاء اربعہ میں سے ہر ایک کی عمر شریف ۶۳ سال ہی ہوئی سوائے حضرت عثمان کے۔

نمبر۵: جیسے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے ہر پیغمبر نبی اور تمام دنیا سے اعلیٰ ہیں اس نبوت کی صفت میں تمام یکساں ہیں مگر بعض پیغمبروں کے کچھ خصوصی صفات قرآن یا حدیث میں بیان ہوئے، بعض کے صرف نام آئے اور اکثر وہ ہیں جن کے نام سے بھی دنیا واقف نہیں مگر ایمان سارے نبیوں پر ہے۔ کسی کی توہین کرنا کفر ہے۔ اسی طرح تمام صحابہ وصف صحابیت میں برابر ہیں مگر پھر اُن میں سے بعض بزرگوں کے خصوصی فضائل قرآن یا حدیث میں وارد ہوئے اور کچھ بزرگوں کے نام صرف ہی معلوم ہو سکے اور اکثر کے نام شریف کی بھی خبر نہیں مگر صحابیت میں سب یکساں ہیں، سب کی تعظیم وتوقیر واجب ہے کسی صحابی کی گستاخی سخت محرومی کا باعث ہے جس پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ وارد ہیں۔

نمبر۶: کوئی صحابی فاسق یا فاجر نہیں، سارے صحابہ متقی، پرہیز گار ہیں یعنی اوّلاً تو اُن سے گناہ سرزد نہیں ہوتے اور اگر سرزد ہو جائیں تو رب تعالیٰ اُنہیں توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے اور وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں یارسول اللہ مجھے پاک فرمادو۔ صحابیت اور فسق جمع نہیں ہو سکتے۔ جیسے اندھیرا اور اجالا جمع نہیں ہو سکتے۔ جس طرح نبی گناہ سے معصوم ویسے ہی سارے صحابہ فسق سے مامون ومحفوظ ہیں کیونکہ قرآن کریم نے اُن سب کے عادل متقی پرہیز گار ہونے کی گواہی دی اور اُن سے وعدہ فرمایا مغفرت وجنت کا رب فرماتا ہے:

۱-وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا. (۴۸-۲۶)	اللہ نے پرہیز گاری کا کلمہ اُن سے لازم کردیا اور وہ اس کے مستحق تھے۔
۲- اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى (۴۹-۳)	جو لوگ اپنی آوازیں اللہ کے رسول کے حضور میں پست رکھتے ہیں یہ وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کیلئے پرکھ لیا۔
۳-اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا	یہ اُن الزاموں سے بری ہیں جو لوگ

يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○	کہتے ہیں ان کیلئے بخشش ہے اور اچھی روزی۔
۴-وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى. (۹۵-۴)	اور سارے صحابہ سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا
۵-اُوْلٰئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ. (۱۵-۴۹)	یہ صحابہ سچے ہیں۔
۶-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ. (۱۱۹-۵)	اللہ ان سے راضی یہ اللہ سے راضی ہیں۔
۷- وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ. (۴۹-۷)	اللہ نے تمہارے دلوں میں کفر فسق اور گناہوں سے نفرت ڈال دی۔

یہ صفات فاسقوں کے نہیں ہوسکتے بہرحال سارے نبی معصوم اور سارے صحابہ فسق سے محفوظ ہیں بلکہ رب نے گناہوں سے اُن کے دلوں میں ایسی گھن رکھی جیسے ہمارے دلوں میں گندیوں پلیدیوں سے۔

نمبر ۸: تاریخی واقعات ۹۵ فیصدی غلط اور بکواس ہیں۔ تاریخ اپنے مصنف کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ان میں روافض اور خوارج کی آمیزشیں بہت زیادہ ہیں جو تاریخی واقعہ کسی صحابی کا فسق ثابت کرے وہ مردود ہے کیونکہ قرآن انہیں عادل متقی فرمارہا ہے قرآن سچا ہے اور تاریخ جھوٹی مورخ یا محدث یا راوی کی غلطی مان لینا آسان ہے مگر صحابی کا فسق ماننا مشکل ہے کیونکہ اُسے فاسق ماننے سے قرآن کریم کی تکذیب لازم آئے گی۔

نمبر ۹: صحابی کو فاسق ماننے سے نہ قرآن صحیح رہ سکتا ہے نہ کوئی حدیث قابل اعتماد غرضیکہ تمام دین درہم برہم ہوجائے گا کیونکہ رب کریم قرآن کے بارے میں فرماتا ہے۔

ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْهِ اس کتاب میں کوئی شک نہیں پرہیز گاروں
هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ○ (۲-۲) کے لئے ہدایت ہے

اور ظاہر ہے کہ قرآن جب ہی شک اور تردد سے پاک وصاف مانا جا سکتا ہے جبکہ حضرت جبریل علیہ السلام پر کسی قسم کا شبہ نہ ہو وہ امین ہوں کہ جیسا رب سے لیں ویسا ہی بغیر فرق کئے حضور تک پہنچا دیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالکل سچے امین ہوں کہ جیسا حضرت جبریل سے قرآن لیں ویسا ہی صحابہ تک پہنچا دیں پھر سارے صحابہ عادل ثقہ متقی دیانتدار پرہیز گار ہوں کہ جیسا حضور سے قرآن لیں بلا فرق اور بلا کمی بیشی امت تک پہنچا دیں تو قرآن کی حقانیت کیلئے جیسے حضرت جبریل علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امین' سچا' پاک باز' پرہیز گار ماننا ضروری ہے ایسے ہی صحابہ کو عادل' ثقہ' امین ماننا لازم ہے کیونکہ اگر یہ حضرات فاسق وفاجر ہوں تو پھر قرآن کا اعتبار نہ رہے گا کیونکہ احتمال یہ ہوگا کہ شاید صحابہ نے اپنی طرف سے قرآن میں خلط ملط یا تبدیلی کر دی ہو۔

مثلاً اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر فسق وفجور کا شبہ کیا جائے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی تھے لہٰذا شبہ ہوگا کہ نہ معلوم انہوں نے درست کتابت کی یا غلط اسی طرح جس صحابہ کو فاسق کہا جائے گا تو قرآن کی وہی آیت مشکوک ہو جائے گی جو ان صحابی سے حاصل ہوئی۔ غرضیکہ صحابہ کرام کے مومن' صادق' امین' عادل' ثقہ ہونے پر قرآن کی حقانیت موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم پڑھا ہوا اتارا توریت وانجیل کی طرح کتابی شکل میں نہ بھیجا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرآن کو کتابی شکل میں جمع نہ فرمایا بلکہ آیات قرآنیہ کو صحابہ کرام کے پاس منتشر حالت میں چھوڑا۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کی مدد سے جمع فرمایا تاکہ سارے مسلمان حقانیت قرآن کے سلسلہ میں صحابہ کرام کو پرہیز گار' متقی اور مومن ماننے پر مجبور ہوں۔

یہ تو قرآن کا حال تھا' اب رہی حدیث تو ظاہر ہے کہ تمام احادیث کی حقانیت کا دارومدار صحابہ کرام کی حقانیت پر ہے کہ ہم نے جو احادیث سنیں وہ صحابہ کرام کے ذریعہ سے سنیں۔ اگر یہ حضرات فاسق ہوں تو کوئی حدیث قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ فاسق کی بات کا اعتبار نہیں۔ اب کہیے کہ صحابہ کو فاسق مان کر آپ کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں۔ اگر ریل کا پہلا ڈبہ جو انجن سے متصل ہو وہ ہی انجن سے کٹ کر گر جائے تو پچھلے ڈبے کیسے سلامت رہ سکتے ہیں۔ صحابہ کرام تو اسلام کا اگلا ڈبہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ وابستہ ہیں۔ اگر اُن کا ایمان درست نہیں تو پھر قیامت تک کسی مسلمان کا ایمان درست نہیں ہوسکتا۔

نمبر۱۰: صحابہ کرام کے سینہ آپس کے کینہ' بغض وحسد سے بالکل پاک وصاف تھے کیونکہ قرآن کریم اُن کے متعلق اس طرح صفائی بیان فرمارہا ہے:

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ (۲۸-۲۹)

اور وہ جو رسول اللہ کے ساتھی ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر رحم وکرم والے۔

جب رب تعالیٰ اُن کے متعلق اعلان فرمارہا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہوں۔ صحابہ کرام کی تمام جنگیں اللہ کے لیے تھیں نفس کے لیے نہ تھیں۔ اُن میں سے بعض کو غلط فہمی ہوئی تھی۔ بعض بالکل حق پر تھے مگر جن سے جو غلطی ہوئی وہ اجتہادی تھی جو شرعاً حرام نہیں اس کا کھلا ہوا ثبوت ان امور سے ملتا ہے:

(ا) امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جنگ جمل میں شکست دی اور جب حضرت عائشہ کا اونٹ جس پر آپ سوار تھیں گرادیا گیا تو انہیں گرفتار نہ کیا بلکہ نہایت احترام وعزت کے ساتھ والدہ محترمہ کا سا ادب فرماتے ہوئے مدینہ منورہ واپس پہنچادیا نہ اُن کے مال پر قبضہ کیا نہ اُن کے کسی

سپاہی پر کوئی سختی فرمائی۔ جب خوارج نے آپ پر اعتراض کیا کہ آپ نے دشمن پر قبضہ پا کر اُسے چھوڑ کیوں دیا تو آپ نے جواب دیا کہ عائشہ صدیقہ بحکم قرآن ہماری ماں ہیں رب فرماتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ.(۴-۲۳) تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئیں۔

اگر تم حضرت عائشہ کو ماں نہیں مانتے تو کافر اور اگر انہیں ماں جان کر ان کو لونڈی بنا کر رکھنا جائز مانتے ہو تو کافر (صواعق محرقہ) بتاؤ اگر یہ جنگ نفسانی ہوتی اور امیر المومنین علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سینے میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کینہ ہوتا تو اس وقت تلوار کے ایک ہی وار میں کام تمام تھا' یہ تلوار کیوں نہ چلی کیسے چلتی حق پر جنگ تھی نفس پر نہ تھی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(ب) علی المرتضٰی اور امیر معاویہ میں عین جنگ کے زمانہ میں حضرت عقیل ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ یعنی علی مرتضٰی کے بھائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ گئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا بہت ادب واحترام کیا۔ ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا اور ایک لاکھ روپیہ سالانہ ان کا وظیفہ مقرر کیا۔ اس دوران حضرت عقیل فرمایا کرتے تھے کہ دین علی کی طرف ہے (صواعق محرقہ) کہیے اگر نفسانی جنگ تھی تو یہ برتاؤ کیسے؟

(ج) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شاعر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف میں قصیدہ پڑھا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے حد تعریف فرمائی۔ امیر معاویہ ہر شعر پر جھوم جھوم کر فرماتے تھے کہ واقعی علی رضی اللہ عنہ ایسے ہی ہیں اور قصیدے کے ختم پر شاعر کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سات ہزار اشرفی انعام دیا۔ کسی نے پوچھا کہ اے امیر جب آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایسے معتقد ہیں تو پھر ان سے جنگ کیوں کر رہے ہیں۔ جواب دیا الملک عقیم یعنی یہ مذہبی جنگ نہیں۔ ملکی معاملات کی جنگ ہے یعنی خون حضرت عثمان کی۔

(کتاب الناہیہ)

(د) ایک دفعہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آج میں آپ کو ایسا نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو آج تک کسی نے کسی کو نہ دیا ہو۔ یہ کہہ کر چار لاکھ روپیہ نذر پیش کی جو امام حسن رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائی۔ (کتاب الناہیہ) انشاء اللہ یہ پوری بحث آگے آئے گی۔ بہرحال قرآن شریف کی وہ آیت پڑھو اور یہ واقعات دیکھو تو یقین ہوگا کہ ان کی لڑائیاں نفسانی نہ تھیں اللہ کے لیے تھیں

رہِ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی شریعت کے قبضہ میں تھی باگ اُن کی
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ! جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ!

لہٰذا جو تاریخ جو روایت یہ بتائے کہ اُن حضرات کے دلوں میں ایک دوسرے کا حسد تھا ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے یا اُن کے سینے کینے سے بھرے ہوئے تھے وہ تاریخ جھوٹی ہے وہ روایت غلط' وہ راوی غلط گو ہے کیونکہ قرآن کے خلاف ہے' قرآن انہیں ایک دوسرے پر رحیم و کریم فرما رہا ہے۔ غرضکہ قرآن سچا ہے اور اُس کے مقابل تمام روایات تاریخی واقعات جو قرآن کو جھوٹا کریں وہ سب غلط ہیں۔

لطیفہ: ایک سنی اور شیعہ کا مناظرہ ہوا۔ سنی نے شیعہ سے سوال کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمہارے نزدیک اب عذاب میں ہیں یا راحت میں۔ شیعہ نے کہا عذاب میں' سنی نے پوچھا کہ رب فرما رہا ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ. (۸-۳۳) اللہ اُنہیں عذاب نہ دے گا حالانکہ اُن میں آپ ہیں۔

جب نبی کا موجود ہونا عذاب نہیں آنے دیتا تو وہ دونوں آغوشِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سو رہے ہیں اور حضور اُن کے ساتھ ہیں پھر عذاب کیسے آ گیا نیز یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اُس سبز گنبد میں جہاں ستر ہزار فرشتہ ہر وقت صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں دوزخ کی آگ پہنچے۔ اگر صدیق و فاروق پر (پناہ بخدا) عذاب قبر ہو رہا ہے تو لازم

آئے گا کہ حضور کا گنبد خضرا شریف معاذ اللہ آگ سے بھرا ہوا اس پر شیعہ کو خاموش ہونا پڑا۔

نمبر ۱۱: نہایت ضروری اور اشد لازم یہ ہے کہ صحابہ کرام کی آپس کی جنگوں کے متعلق ہم کچھ رائے زنی نہ کریں نہ اُن میں سے کسی کو برا سمجھیں۔ سب کو سچا پکا پرہیز گار یقین کریں اور اگر ضرورتاً اس کے متعلق گفتگو کرنا پڑ جائے تو خیال رکھو کہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے وقت میں خلیفہ برحق تھے اُن کے مقابل آنے والے تمام صحابہ کرام غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے اور آپ کے مقابل بغاوت کر بیٹھے جن میں سے بعض حضرات اپنی غلطی پر مطلع ہو کر بعد میں تائب ہو گئے۔ جیسے ام المومنین عائشہ صدیقہ اور اُس سرکار کے ساتھی اور بعض حضرات آخر تک اپنی غلطی سے مطلع نہ ہو سکے۔ جیسے امیر معاویہ ﷺ اور ان کے ساتھی مگر ان کی جنگ غلط فہمی کی جنگ تھی۔

باغی و خارجی

باغی وہ مسلمانوں کی جماعت ہے جو خلیفہ برحق کے مقابل آ جائے' کسی غلط فہمی کی بنا پر نہ کہ نفسانی وجہ سے۔ خارجی وہ لوگ ہیں جو خلیفۃ المسلمین کی اطاعت سے فتنہ وفساد پھیلانے کیلئے نکل جائیں' اُن دونوں کے احکام جداگانہ ہیں۔ باغیوں کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا. (۴۹-۹)

اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں پس اگر ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے تو بغاوت کرنے والوں سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں۔ پھر اگر لوٹ آئیں تو اُن کی صلح کرادو۔

غرضیکہ باغی کو فاسق فاجر وغیرہ نہیں کہہ سکتے انہیں قرآن کریم نے مومن فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ میرا بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرا دے گا اور ایسا ہی ہوا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ ﷺ سے صلح فرما کر ہزارہا مسلمانوں کا خون بچالیا۔

خارجی بے دین فاسق فتنہ انگیز شر پسند ہیں۔ حضرت علی ﷺ پر خروج کرنے والوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.	دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

غرضیکہ باغی اور خارجی میں زمین و آسمان کا فرق ہے یہ فرق ضرور خیال میں رہنا چاہیے۔ نہروانی لوگ خارج تھے اور حضرت امیر معاویہ ﷺ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اور اُن کے ساتھیوں سے غلط فہمی کی بنا پر بغاوت واقع ہوئی۔

پھر جب امام حسن ﷺ نے جناب امیر معاویہ ﷺ سے صلح کر لی۔ تب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین برحق ہوئے یہ ہی مذہب اہل سنت ہے۔

بہر حال جب بھی کسی صحابی کا ذکر ہو تو خیر سے ہو اُن کی عظمت و احترام کا خیال رہے۔ نیز اب چونکہ ہماری اردو اصطلاح میں لفظ باغی بے ادبی کا لفظ مانا جاتا ہے اس لیے اب حضرت امیر معاویہ ﷺ یا اُن کی جماعت یا کسی صحابی پر یہ لفظ نہ بولا جائے کیونکہ ہماری اصطلاح میں باغی غدار اور ملک و قوم کے دشمن کو کہا جاتا ہے۔ اصطلاح بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے۔

فضائل صحابہ کی آیات و احادیث

فضائل صحابہ کرام میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ بہت کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔ یہ آیات و احادیث دو قسم کی ہیں۔ ایک تو وہ جو کسی خاص صحابی کے حق

میں وارد ہوئیں۔ جیسے کہ خلافت صدیقی کے بارے میں ۴ آیات' صدیق اکبر کے فضائل میں بارہ آیات' فضائل عمر فاروق میں ۴' حضرت علی المرتضیٰ وحسنین کریمین وفاطمۃ الزہرا اور حضرت فضہ کے فضائل میں سورہ دہر کی پندرہ آیات۔ حضور کی ازواج پاک کے فضائل میں سورۂ احزاب کی آیات۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل وعصمت وعفت میں سورہ نور کی ۱۹ آیات وغیرہ اگر ہم کو اس رسالہ کی طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو وہ تمام آیات تفصیل وار مع تفسیر کے لکھتے۔ اب جس کو شوق ہو وہ ہماری فہرست القرآن کا مطالعہ کرے۔

دوسری قسم کی وہ آیات واحادیث جو عام صحابہ کرام کے فضائل میں وارد ہیں وہ بھی بہت ہیں' ہم بطور اختصار کچھ آیات پیش کرتے ہیں۔ ناظرین اپنے رب کا فرمان دیکھیں اور غور کریں کہ رب کریم نے کس شان سے صحابہ کرام کے تقویٰ' طہارت' ایمان' دیانت' صدق' امانت' عدالت وغیرہ کا اعلان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

(۱) لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ (۵۷-۱۰)

تم میں وہ برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خیرات کی' جہاد کیا' یہ بڑے درجہ والے ہیں۔ اُن سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خیرات اور جہاد کیا اور اللہ نے سب سے جنت کا وعدہ فرمالیا۔

(۲) وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا. (۴۸-۲۹)

اور رسول اللہ کے ساتھی ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں ایک دوسرے پر مہربان تم انہیں رکوع سجود کرنیوالا دیکھوگے۔

(۳) كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ

جیسے ایک کھیتی اُس نے اپنا پٹھا نکالا پھر

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ (۴۸-۲۹)

اُسے طاقت دی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے عبادات اُن کے رکوع سجدے اُن کا آپس میں رحیم وکریم ہونا وغیرہ کا اعلان فرمایا۔ ساتھ ہی اُن بدبختوں پر کفر کا فتویٰ دیا جو کسی صحابی سے جلے یا نفرت کرے۔ قرآن نے صراحتاً کفر کا فتویٰ صحابی کے دشمن پر ہی دیا ہے۔ اس سے عبرت پکڑنا چاہیے۔

(۴) لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُوْلٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ. (۵۹-۸)

صدقات اُن فقیر مہاجروں کے لیے ہیں جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے۔ وہ اللہ کا فضل اور رضا مندی تلاش کرتے ہیں اور اللہ کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہ لوگ سچے ہیں۔

اس آیت میں رب نے سارے صحابہ مہاجرین کو اعمال وایمان کا سچا فرمایا:

وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (۵۹-۹)

اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر (مدینہ) اور ایمان میں گھر بنالیا' دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے۔ اُس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُن کو سخت محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہ ہی کامیاب ہیں۔

اس آیت میں رب نے سارے انصار کے ایمان سخاوت مہمان نوازی اور اُن کی کامیابی کی گواہی دی۔

(۶) وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَاتَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ. (۵۹-۱۰)	ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو جو ہم سے پہلے گزرے ایمان کے ساتھ اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کا کینہ نہ ڈال۔ اے رب ہمارے لیے تو رؤف ورحیم ہے۔

اس آیت میں رب نے بعد میں قیامت تک کے مسلمانوں کی پہچان نہ بتائی کہ وہ تمام صحابہ کے دعا گو ہیں اور ان کے سینے صحابہ کے کینوں سے صاف ہیں یعنی مسلمانوں کی کل تین جماعتیں ہوئیں۔ صحابہ مہاجرین' صحابہ انصار اور اُن سب کے دعا گو خیر خواہ سچے غلام۔ اب بتاؤ کسی صحابی سے بغض رکھنے والا کس زمرہ میں ہے صحابہ سے بغض رکھنے والا مسلمانوں کی تینوں جماعتوں سے خارج ہے۔

(۷) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ. (۸-۷۴)	اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت وجہاد کیے اور جنہوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی۔ یہ سب سچے مومن ہیں ان کے لیے بخشش ہے اور اچھی روزی۔

اس آیت میں رب نے سارے صحابہ مہاجرین انصار کا نام لے کر اُن کے سچے مومن ہونے اور اُن کے مقبول بارگاہِ الٰہی ہونے کا اعلان فرمایا:

(۸) اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط	بیشک وہ جو رسول اللہ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں وہ یہ ہیں جن کے دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے

لَهُم مَّغفِرَةٌ وَّاَجرٌ عَظِيمٌ ○ (۴۹-۳) پر کھ لیے اُن کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

اِس آیت میں رب نے تمام حاضرین بارگاہِ نبوی یعنی صحابہ کرام کے متقی ہونے اور اُن کی مغفرت اور بڑے ثواب کا اعلان فرمایا:

(۹) وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا. (۴۸-۲۶) اور رب نے پرہیز گاری کا کلمہ اُن سے لازم کر دیا اور وہ اُس کے اہل تھے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کے لیے تقویٰ وطہارت ایسی لازم ہے جیسے سورج کے لیے روشنی اور آگ کے لیے گرمی' جیسے آگ ٹھنڈی نہیں ہو سکتی' سورج کالا نہیں ہو سکتا۔ ایسے ہی کوئی صحابی فاسق یا غیر عادل نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. (۹-۱۰۰) اور سب میں اگلے پہلے مہاجر وانصار اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں وہ باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں تمام صحابہ کے متعلق تین چیزوں کا اعلان ہوا۔ اللہ اُن سے راضی ہو چکا' وہ اللہ سے راضی ہو چکے۔ جنت اور وہاں کی نعمتیں اُن کے نامزد ہو چکیں۔

(۱۱) فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ. (۲-۱۳۷) پھر اگر وہ بھی ایسا ہی ایمان لائیں جیسا کہ اے صحابہ تم لائے تو وہ ہدایت پالیں گے۔

اس آیت میں فرمایا گیا کہ وہ ہی ایمان کا مدعی ہدایت پر ہے جو صحابہ کی طرح ایمان رکھتا ہو یعنی صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں۔

(۱۲) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ط (۲-۱۳)

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ ایسا ایمان لاؤ جیسا ایمان یہ لوگ (صحابہ کرام) لائے تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا احمق لوگ ایمان لائے۔

اس آیت میں یہی فرمایا کہ جس کا ایمان صحابہ کی طرح نہ ہو وہ منافق اور نرا احمق ہے۔ غور کرو کہ ان آیات کی گواہی ہوتے ہوئے کوئی صحابی فاسق فاجر ہوسکتا ہے۔ معاذ اللہ!

احادیث

فضائل صحابہ میں بہت زیادہ احادیث وارد ہیں۔ اُن میں سے کچھ بطور اختصار عرض کی جاتی ہیں۔

نمبر ۱: مسلم و بخاری نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے کسی صحابی کو برا نہ کہو۔ تمہارا پہاڑ بھر سونا خیرات کرنا اُن کے سوا سیر جو کے صدقے کے برابر نہیں ہوسکتا نہ اُس کے آدھے کے۔

نمبر ۲: مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تارے آسمان کے لیے امن ہیں اور میں صحابہ کے لیے امن ہوں اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امن ہیں۔ انتہی ملخصاً۔

نمبر ۳: ترمذی شریف میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس مسلمان کو آگ نہیں چھوسکتی جس نے مجھے دیکھا۔

نمبر ۴: مسلم بخاری نے حضرت عمران ابن حصین سے روایت کی کہ سرکار صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے بہتر میرے زمانہ والے پھر اُس کے بعد کے لوگ پھر اُن کے بعد کے لوگ ہیں یعنی اولاً صحابہ پھر تابعین پھر تبع تابعین۔

نمبر۵: ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن مفضل سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو' انہیں اپنے طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بناؤ جس نے میرے صحابہ سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اُن سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔

نمبر۶: رزین نے حضرت عمر ابن خطاب سے روایت فرمائی کہ حضور فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ تارے ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

نمبر۷: ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم انہیں دیکھو جو میرے صحابی کو برا کہتے ہیں تو کہہ دو کہ تمہارے شر پر اللہ کی پھٹکار ہو۔

نمبر۸: دیلمی نے حضرت انس سے روایت کی کہ جب اللہ کسی کی بھلائی چاہتا ہے تو اُس کے دل میں میرے تمام صحابہ کی محبت پیدا فرما دیتا ہے۔

نمبر۹: خطیب اور دار قطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ بڑھیں گے اور صحابہ گھٹیں گے لہٰذا میرے صحابہ کو برا نہ کہو۔

نمبر۱۰: طبرانی حاکم نے عویمر ابن ساعدہ سے روایت کی کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے مجھے پسند فرمایا اور میری صحبت کے لیے میرے صحابہ کو پسند فرمایا۔ اُن ہی صحابہ میں سے میرے انصار مددگار۔ وزراء چنے جو انہیں برا کہے اُس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اُس کے فرائض و نوافل کو بھی قبول نہ فرمائے گا۔ اسے خطیب' عقیلی اور امام بغوی' ابونعیم ابن عساکر نے کچھ فرق سے روایت فرمایا:

نمبر ۱۱: دار قطنی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک قوم ہم اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرے گی مگر وہ ایسی نہ ہوگی کیونکہ وہ ابوبکر وعمر کو برا کہیں گے۔ یہ روایت حضرت فاطمہ زہرا' ام سلمہ' ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی کچھ فرق کے ساتھ مختلف طریقوں سے مروی ہے۔

نمبر ۱۲: طبرانی اور ابوالعلیٰ نے حضرت انس سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ایسے ہیں جیسے کھانے میں نمک کہ کھانا بغیر نمک کے ٹھیک نہیں ہوتا (کسی کا ایمان بغیر میرے صحابہ کے ٹھیک نہیں ہوسکتا)

اہل بیت اطہار

جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں کے سردار ہیں ویسے ہی حضور کے اہلِ بیت اطہار تمام اہل بیت کے سردار ہیں۔ حضور کے صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ کے سردار' حضور کے والدین ماجدین تمام نبیوں کے غیر نبی ماں باپ کے سردار' حضور کا شہر مبارک تمام نبیوں کے شہروں سے افضل' حضور کا زمانہ شریف تمام نبیوں کے زمانہ سے افضل غرضکہ سرداری ان کے قدم شریف سے وابستہ ہے جس چیز یا جس شخص کو اس ذات کریم سے نسبت ہوگئی سرداری اس کے دامن سے وابستہ ہو گئی۔ اہل بیت اطہار کے فضائل میں بہت آیات اور بہت احادیث وارد ہیں جو ہم نے فہرست القرآن میں جمع کی ہیں۔

اولاً یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حضور کے اہل بیت کون ہیں۔ لفظ اہل کے لغوی معنی میں والا اسی لیے کہا جاتا ہے اہل علم' اہل دولت' اہل ملک وغیرہ۔ یعنی علم والا' دولت والا' ملک والا لہٰذا اہل بیت کے معنی ہوئے گھر والے' اسی اہل سے آل بنا یہ بھی اہل کے معنی میں ہی ہے مگر اہل کی نسبت انسان' گھر' علم' دولت سب کی طرف ہو جاتی ہے۔ مگر آل کی نسبت صرف دنیاوی یا دینی عزت ووجاہت والے انسان کی طرف ہی ہوتی ہے۔ اصطلاح میں آل بیوی بچوں کو بھی کہا جاتا ہے اور خاص خدام کو بھی؛

قرآن کریم نے حضرت عمران کی بیوی بچوں کو آل عمران فرمایا کہ بلکہ ایک سورۃ کا نام آل عمران رکھا گیا جس میں عمران کی بیوی حنہ اور عمران کی بیٹی حضرت مریم کا ذکر ہے اور فرعون کی پولیس وخدام کو قرآن نے آل فرعون فرمایا۔ فرماتا ہے:

وَاِذْ نَجَّیْنَاکُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ. (۲-۴۹) اور جب ہم نے تم کو فرعون کی آل سے نجات دی۔

فرعون لاولد تھا لہٰذا یہاں آل فرعون سے مراد اس کے خدام ہی ہیں۔ اصطلاح میں اہل بیت گھر والوں کو کہا جاتا ہے۔ اہل بیت نبی کے معنی ہیں۔ نبی کے گھر والے' پھر گھر والا ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نبی کے گھر ہی میں پیدا ہوں اور گھر ہی میں رہیں۔ جیسے حضور کے چاروں فرزند ارجمند طیب' طاہر' قاسم ابراہیم۔ دوسرے یہ کہ نبی کے گھر میں پیدا ہوں مگر پھر بعد میں دوسرے گھر میں رہیں۔ جیسے حضور کی چاروں صاحبزادیاں زینب' کلثوم' رقیہ' فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم کہ حضور کے گھر میں پیدا تو ہوئیں مگر نکاح کے بعد اپنے سسرال میں رہیں۔ حضرت زینب ابوالعاص کے' رقیہ وکلثوم عثمان ابن عفان کے گھر' فاطمہ زہرا علی مرتضیٰ کے گھر رضی اللہ عنہم۔ ان دونوں کو اہل بیت ولادت کہا جاتا ہے۔ تیسرے وہ جو پیدا اور جگہ ہوں مگر بعد میں حضور کے گھر میں رہیں۔ جیسے حضور کی ازواجِ مطہرات کہ ان کی ولادت اپنے والدین کے گھر ہوئی مگر حضور کے نکاح میں آ کر حضور کے گھر میں رہیں انہیں اہل بیت سکونت کہتے ہیں۔ یہ تینوں قسم کے حضرت اہل بیت رسول ہیں۔ ہماری اُردو محاورہ میں بھی تمام بیوی بچوں کو اہل بیت خانہ یا عیال واطفال یا گھر والے کہا جاتا ہے۔

لہٰذا حق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد' صاحبزادے صاحبزادیاں اور تمام ازواج حضور کے اہل بیت ہیں۔

(تفسیر کبیر۔ مرقاۃ اشعۃ اللمعات وغیرہ)

ازواجِ مطہرات کا اہل بیت نبوت ہونے پر قرآن کی بہت سی آیات ناطق ہیں اور بہت احادیث صحیحہ وارد ہیں لہٰذا ازواج پاک کے اہل بیت ہونے کا انکار درحقیقت قرآن کا انکار ہے۔ آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّءُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ۔ (۳-۱۲۱)

اور یاد کرو اے حبیب جب آپ صبح کو اپنے دولت خانہ سے چلے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اُحد کی طرف تشریف لے گئے تھے' رب نے اسے (اہلک) فرمایا معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اہل بیت نبی ہیں۔

(۲) اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ (۳۳-۳۳)

اللہ یہ ہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم کو ہر ناپاکی سے دور رکھے اور تمہیں خوب پاک وستھرا کرے

اس سارے رکوع میں ازواج پاک سے خطاب ہو رہا ہے۔ اس آیت سے آگے بھی انہیں سے خطاب ہے اور اس کے پہلے بھی اگر اس آیت میں صرف حضرت فاطمہ وحسنین کریمین ہی شامل ہوں' ازواج خارج ہوں تو کلام ربانی میں ایسی بے ترتیبی ہو جائے گی جس کا حل ناممکن ہوگا۔

(۳) فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ط (۲۸-۸)

تو اُنہیں اٹھا لیا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ اُن کا دشمن اور اُن پر غم ہو۔

نہر سے حضرت آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نکالا تھا' آپ فرعون کی بیوی تھیں۔ رب نے انہیں آل فرعون کہا۔ معلوم ہوا کہ قرآنی اصطلاح میں بیوی بھی آل ہے۔

(۴) فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ

پس ہم نے انہیں اور اُن کے گھر والوں کو

الْعَظِيمِ (۲۱-۷۶) بڑی مصیبت سے نجات دی۔

اس آیت میں نوح علیہ السلام کے سب مومن بیوی بچوں کو ان کی اہل فرمایا۔

(٦) قَالَتْ يٰوَيْلَتٰىٓ ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ (۱۱-۷۳)

بولیں ہائے خرابی کیا میرا بچہ ہوگا اور میں بوڑھی ہوں اور میرے شوہر بوڑھے۔ بیشک یہ اچنبے کی بات ہے فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچنبا کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے گھر والو بیشک وہ ہی خوبیوں والا اور عزت والا ہے۔

اس آیت میں فرشتوں نے حضرت سارہ کو جو ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ ہیں۔ اہل بیت فرمایا معلوم ہوا کہ ابراہیم کی بیوی ان کی اہل بیت ہیں۔

یہ آیات بطور نمونہ پیش کی گئیں ورنہ قرآن میں بے شمار آیات ہیں جن میں بیوی کو آل یا اہل بیت فرمایا گیا۔

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی گئی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا (بخاری)

میں اپنے گھر والوں پر بھلائی ہی جانتا ہوں۔

کوئی آیت یا کوئی حدیث ایسی نہیں ملتی جس میں فرمایا گیا ہو کہ صرف اولاد اہل بیت ہیں' بیویاں اہل بیت نہیں۔ یہ صرف خیال ہی خیال ہے۔ حدیث کساء جس سے دھوکا ہوتا ہے۔ اس کی تحقیق دوسرے باب میں ہوگی انشاء اللہ۔ ہاں یہ ظاہر ہے کہ تمام ازواج پاک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بڑی شان والی ہیں کہ جب ازواج بولا جائے تو فوراً انہیں کی طرف ذہن دوڑتا ہے اور اولاد شریف میں حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت حسین سب سے اعلیٰ شان

والے ہیں کہ جب اہل بیت بولا جائے تو یہ ہی حضرات سمجھ میں آتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان دو بیویوں کے سوا اور کوئی حضور کی زوجہ ہی نہ ہو یا ان حضرات کے سوا حضور کی اور کوئی اولاد اہل بیت ہی نہ ہو۔

اہل بیت کے فضائل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے فضائل آسمان کے تاروں اور زمین کے ذروں کی طرح بیشمار ہیں اور کیوں نہ ہوں۔ جب حضرت جابر کے دستر خوان سے حضور ہاتھ پونچھ لیں تو وہ دستر خوان آگ میں نہ جلے تو وہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا و حسنین کریمین طاہرین جن کا خمیر خون خیر الرسل سے ہے۔ ان کا کیا پوچھنا اور وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے سینہ شریف پر حضور کا وصال ہو اور جن کے حجرے میں حضور قیامت تک کیلئے آرام فرما ہوں۔ ان کا کیا کہنا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی عظمت تو دیکھو کہ ادھر پنجتن پاک میں شامل ادھر چار یار میں داخل ایک ہاتھ اہل کساء میں ہے تو دوسرا ہاتھ خلفائے راشدین میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نسل مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے سے ولایت تقسیم ہوتی ہے۔ علی ہی مشکل کشا ہیں۔

اہل بیت کرام کے فضائل میں دو قسم کی آیات واحادیث وارد ہوئیں۔ ایک وہ جو کسی خاص ہستی کیلئے آئیں دوسری وہ جو عام اہل بیت کیلئے وارد ہوئیں۔ ہم اختصار کے ساتھ دونوں قسم کی کچھ آیات واحادیث پیش کرتے ہیں، سنو اور ایمان تازہ کرو۔

(۱) اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ (۳۳-۳۳)

اللہ ہی چاہتا ہے کہ تم گندگی سے دور رکھے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں خوب پاک ستھرا رکھے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے اہل بیت کو ہر ظاہری وباطنی گندگی سے

پاک رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ زہرا کے جسم اطہر کو سونگھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان کے جسم اطہر سے جنت کی خوشبو آتی ہے (مبسوط سرخسی) اسی لیے آپ کو زہرا کہتے ہیں یعنی جنت کی کلی اور اسی آیت سے لفظ پنجتن پاک لیا گیا ہے کہ کساء کی حدیث سے پنجتن لیا گیا۔ کیونکہ کمبل شریف میں پانچ تن ہی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، فاطمہ زہرا، علی مرتضیٰ، حسن، حسین رضی اللہ عنہم اور پاک اس آیت سے لیا گیا۔

(۲) قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (۴۲-۲۳) اے محبوب فرمادو کہ میں تم سے نبوت پر اُجرت نہیں مانگتا۔ سوا قرابت کی محبت کے۔

معلوم ہوا کہ جس نے اہل بیت سے محبت نہ کی۔ اُس نے نبی کا حق ہی ادا نہ کیا۔ رب تعالیٰ نصیب فرمادے۔

(۳) وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا. (۳-۱۰۳) اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑلو اور الگ الگ نہ ہو۔

صواعق محرقہ شریف میں فرمایا کہ حبل اللہ حضور کے اہل بیت کرام ہیں۔ اُن کا دامن مضبوطی سے پکڑنا نجات کا ذریعہ ہے اور بھی اس کی تفسیر میں بہت سے قول ہیں۔

(۴) فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ. (۳-۶۱) پس فرمادو کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے بچوں اپنی اپنی عورتوں اپنی اپنی جانوں کو بلائیں۔

اس آیت میں علی مرتضیٰ فاطمہ زہرا حضرات حسنین کریمین کی ایسی چمکتی ہوئی منقبت ہے کہ جس سے ایمان چمک جاتا ہے کیونکہ علی مرتضیٰ کو حضور نے اپنا نفس بتایا حسنین کریمین کو اپنا بیٹا، فاطمہ زہرا کو نساء میں شامل فرمایا۔ سرکار ان ہی چار کو لے کر نجران والوں کے مقابلہ میں مباہلے کیلئے تشریف لے گئے۔

(۵ تا ۲۱) یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا (سورہ دہر کی ۱۵ آیات)

یہ حضرات نذر پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت پھیلنے والی ہے۔

یہ پندرہ آیات حضرت علی، فاطمہ زہرا، حسنین کریمین، فضہ رضی اللہ عنہم کے فضائل میں اتریں جبکہ ان بزرگوں نے حسنین کریمین کی بیماری کے موقعہ پر تین روزوں کی منت مانی اور شفا ہونے پر روزے رکھے۔ بوقت افطار ایک ایک روٹی کے حساب کھانا پکایا مگر افطار کے وقت ایک دن مسکین، دوسرے دن یتیم، تیسرے دن قیدی بھوکا آ گیا، ان بزرگوں نے روٹیاں اسے دے دیں اور خود بھوکے سو گئے۔ اس پر یہ آیات اتریں جن میں ان بزرگوں کی ایسی شان بیان کی گئی کہ سبحان اللہ (خازن، روح البیان، خزائن العرفان وغیرہ۔

(۲۲) مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ (۸-۳۳)

اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ آپ اُن میں ہیں۔

احادیث شریفہ

اہل بیت اطہار کے فضائل میں بہت کثرت سے احادیث آتی ہیں کچھ پیش کی جاتی ہیں:

نمبر ۱: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے رب سے عہد لے لیا ہے کہ اپنی امت میں سے جس سے میں نکاح کروں یا جس کے ساتھ اپنی اولاد کا نکاح کروں، وہ میرے ساتھ جنت میں ہو (طبرانی، حاکم عن ابی ہریرہ)۔

نمبر ۲: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے رب سے عہد لے لیا۔ کہ میرا اہل بیت کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے (ابوالقاسم عن عمران ابن حصین)

نمبر ۳: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس نے میرے اہل بیت سے کوئی سلوک کیا اُس کا بدلہ قیامت میں اسے میں دوں گا۔ (ابن عساکر عن علی المرتضیٰ)

نمبر۴: میرے اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں جو اس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا جو الگ رہا ڈوب گیا۔ (حاکم عن ابی ذر)

نمبر۵: اُس پر خدا کا غضب ہو جو میرے اہل بیت کو ستا کر مجھے دُکھ پہنچائے (دیلمی عن ابی سعید)

نمبر۶: جو میرے اہل بیت سے جنگ کرے میں اُس کے مقابل ہوں اور جو اُن سے صلح کرے میں اُس سے صلح میں ہوں۔ (ترمذی' ابن ماجہ' ابن حبان' حاکم)

نمبر۷: جو مجھ سے اور حسن و حسین سے ان کی ماں ان کے باپ سے محبت کرے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی' احمد عن علی المرتضیٰ)

نمبر۸: اولاد عبدالمطلب جنتیوں کے سردار ہیں۔ میں' حمزہ' علی' جعفر' حسن' حسین' مہدی۔ (ابن ماجہ' حاکم عن انس)

نمبر۹: قیامت میں سارے نسب اور سسرالی رشتہ ٹوٹ جائیں گے۔ سوائے میرے نسب اور میرے سسرالی رشتہ کے۔ (احمد' حاکم عن مسور ابن محترمہ)

نمبر۱۰: اللہ نے فاطمہ اور اُس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرمادیا۔ (بزار' ابوالعلیٰ' طبرانی عن ابی مسعود)

نمبر۱۰: فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت میں اعلان ہوگا کہ اے اہل محشر سر جھکالو آنکھیں بند کرلو۔ صراط پر فاطمہ بنت محمد ﷺ گزرنے والی ہیں۔ پھر فاطمہ زہرا ستر ہزار حوروں کے ہمراہ بجلی کی کوند کی طرح گزر جائیں گی۔ (اخرجہ ابوبکر فی الغیابات عن ابی ایوبی) (صواعق)

نمبر۱۲: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کریں گے پھر اقرب فالاقرب کی۔ (طبرانی عن ابن عمر)

اور بھی بے شمار احادیث ہیں مگر استدلال کیلئے اتنی ہی کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے تمام اہل بیت اطہار اور صحابہ کبار کی سچی غلامی نصیب کرے۔

پہلا باب

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات

امیر معاویہ کا نسب

آپ کا نام معاویہ کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ آپ والد کی طرف سے پانچویں پشت میں اور ماں کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ والد کی طرف سے نسب یہ ہے۔ معاویہ (ابو عبدالرحمٰن) ابن صخر (ابوسفیان) ابن حرب ابن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف۔

ماں کی طرف سے سلسلہ یہ ہے کہ معاویہ ابن ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف۔

عبد مناف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے دادا ہیں کیونکہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عبد مناف میں حضور سے مل جاتے ہیں لہٰذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نسبی لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی اہل قرابت میں سے ہیں۔

سسرالی رشتہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی سالے ہیں کیونکہ ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں وہ امیر معاویہ کی حقیقی بہن ہیں۔ اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار بھی ہیں لہٰذا ان کا حضور سے دوہرا رشتہ ہوا۔ نسبی اور سسرالی مثنوی شریف میں امیر معاویہ کو تمام مومنوں کا ماموں فرمایا اُس کے یہ ہی معنی ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولادت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش کی صریح روایت دیکھنے میں نہیں آئی مگر حساب سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کی پیدائش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور نبوت سے آٹھ سال پہلے مکہ میں ہوئی۔ کیونکہ آپ کی وفات ۶۰ ھ میں ہوئی اور اُس وقت آپ کی عمر ۷۸ سال تھی اور حضور کی ہجرت نبوت کے تیرہ سال بعد ہوئی اور ۱۰ھ میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہے اس حساب سے امیر معاویہ کی پیدائش نبوت کے ظہور سے ۸ سال پہلے ہونی چاہیے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسلام

صحیح یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاص صلح حدیبیہ کے دن ۷ ھ میں اسلام لائے مگر مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رہے پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرمایا جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے وہ ظہور ایمان کے لحاظ سے کہا۔ جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ در پردہ جنگ بدر کے دن ہی ایمان لا چکے تھے مگر احتیاطاً اپنا ایمان چھپائے رہے اور فتح مکہ میں ظاہر فرمایا تو لوگوں نے انہیں بھی فتح مکہ کے مومنوں میں شمار کر دیا حالانکہ آپ قدیم الاسلام تھے۔ بلکہ بدر میں بھی کفار مکہ کے ساتھ مجبوراً تشریف لائے تھے اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرما دیا تھا کہ کوئی مسلمان عباس رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرے وہ مجبوراً لائے گئے ہیں۔

امیر معاویہ کے حدیبیہ میں ایمان لانے کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام احمد نے امام باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین رضی اللہ عنہم سے روایت فرمایا کہ امام باقر سے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اُن سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور کے احرام سے فارغ ہوتے وقت حضور کے سر شریف کے بال کاٹے مروہ پہاڑ کے پاس۔ نیز وہ حدیث بھی دلیل ہے جو بخاری شریف نے

روایت طاؤس عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی کہ حضور کی یہ حجامت کرنے والے امیر معاویہ ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حجامت عمرہ قضا میں واقع ہوئی جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد ۸ ھ میں ہوا کیونکہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا تھا اور قارن مروہ پر حجامت نہیں کراتے بلکہ منٰی میں دسویں ذی الحجہ کو کراتے ہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج الوداع میں بال نہ کٹوائے تھے بلکہ سر منڈایا تھا۔ ابو طلحہ نے حجامت کی تھی تو لامحالہ امیر معاویہ کا یہ حضور کے سر شریف کے بال تراشنا عمرہ قضا میں فتح مکہ سے پہلے ہوا۔ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔

اور عذر و مجبوری اور ناواقفیت کی حالت میں ایمان ظاہر نہ کرنا جرم نہیں۔ کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے قریباً چھ برس اپنا ایمان ظاہر نہ کیا مجبوری کی وجہ سے نیز اُس وقت اُن کو یہ نہ معلوم تھا کہ اسلام کا اعلان ضروری ہے لہٰذا اس ایمان کے مخفی رکھنے میں نہ امیر معاویہ پر اعتراض ہوسکتا ہے نہ حضرت عباس پر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ہماری اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہ فتح مکہ کے مومنین میں سے ہیں نہ مؤلفۃ القلوب میں سے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح : دنے پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمائے اگر آپ مؤلفۃ القلوب میں سے نہ تھے تو یہ سرکاری عطیہ انہیں کیوں دیا گیا اور جب آپ مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں تو آپ فتح مکہ کے مومنوں میں سے ہوئے نہ کہ پہلے اسلام والوں میں سے۔

جواب : یہ ہے کہ حضور کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ عطا شاہی عطیہ تھا نہ کہ تالیف قلوب کی بنا پر جیسے کہ حضور نے بحرین کے مال آنے پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنا

روپیہ عطا فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اٹھا بھی نہ سکے۔ اس عطیہ خسروانہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مؤلفۃ القلوب میں داخل ہوں غرضکہ عطایا نبویہ اور ہیں اور تالیف قلب کچھ اور چیز۔ امیر معاویہ کو یہ عطیہ پہلی قسم سے ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ امیر معاویہ کو یہ عطیہ حضرت ابوسفیان کی زیادتی تالیف قلب کا باعث بن گیا ہو جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اعلان فرمادیا تھا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اُسے امان ہے گویا ابوسفیان کا گھر دارالامان بنا دیا۔ کیوں حضرت ابوسفیان کے تالیف قلب کیلئے۔ (از تطہیر الجنان)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حاکم کیسے بنے؟

آپ کے دمشق کا حاکم بننے کا واقعہ یہ ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک شام پر لشکرکشی کی تو شام کا حاکم امیر معاویہ کے بھائی یزید ابن ابوسفیان کو مقرر فرمایا۔ اتفاقاً امیر معاویہ اپنے بھائی کے ساتھ شام گئے جب زید ابن ابوسفیان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے امیر معاویہ کو اپنی جگہ حاکم مقرر کردیا۔ یہ تقرر عہد فاروقی میں ہوا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس تقرر کو جائز رکھا۔ چنانچہ امیر معاویہ خلافت فاروقی میں اور پورے عہد عثمان میں اس گورنری کے عہدے پر بیس سال تک فائز رہے پھر عہد علی مرتضٰی میں علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے خون عثمان کے بدلہ کا مطالبہ کیا اور عرض کیا کہ سب سے پہلے اُن کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ امیر معاویہ نے حضرت علی مرتضٰی سے بغاوت کردی اور شام کے مستقل امیر بن گئے پھر امام حسن رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ خلافت فرما کر امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمالی اور امیر معاویہ تمام مملکت اسلامیہ کے امیر ہو گئے غرضکہ آپ عہد فاروقی وعثمانی میں بیس سال تک حاکم رہے اور بعد میں بیس سال تک امیر کل چالیس سال حکومت کی اس کا کچھ ذکر دوسرے باب میں آئے گا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات

امیر معاویہ کی وفات ۴ رجب ۶۰ ھ میں مقام دمشق میں لقوہ کی بیماری سے ہوئی۔ صحیح یہ ہے کہ اس وقت آپ کی عمر ۷۸ سال تھی۔ بعض مورخین نے ۸۰، بعض نے ۸۸، بعض نے ۸۶ برس بھی لکھی ہے مگر قول اول زیادہ قوی ہے اکمال فی اسماء الرجال مصنفہ صاحب مشکوٰۃ میں جو آپ کی عمر ۴۸ سال لکھی ہے۔ وہ کاتب کی غلطی ہے کہ کاتب بجائے ثمان وسبعون کے ثمان واربعون لکھ گیا ہے یا اس سے حکومت کی مدت مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

امیر معاویہ مرض وفات میں بار بار کہتے تھے کہ کاش میں قریش کا معمولی انسان ہوتا جو ذی طوی گاؤں میں رہتا اور ان جھگڑوں میں نہ پڑتا جن میں پڑ گیا اور بوقت وفات وصیت فرمائی کہ میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ناخن شریف ہیں وہ بعد غسل کفن کے اندر میری آنکھوں میں رکھ دیے جائیں اور کچھ بال مبارک اور حضور کا تہمند، حضور کی چادر اور قمیص شریف ہے۔ مجھے حضور کی قمیض میں کفن دینا۔ حضور کی چادر لپیٹنا، حضور کا تہمند مجھے باندھ دینا اور میری ناک کان وغیرہ پر حضور کے بال شریف رکھ دینا۔ پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔

امیر معاویہ کی لیاقت وقابلیت

امیر معاویہ نہایت دیانتدار، سخی، سیاستدان قابل حکمران وجیہہ صحابی تھے۔ آپ نے عہد فاروقی وعہد عثمانی میں نہایت قابلیت سے حکمرانی کی آپ کی حکومت میں نہایت آسانی سے مالیہ وصول ہو جاتا تھا جو مدینہ منورہ پہنچا دیا جاتا تھا۔ عمر فاروق وعثمان غنی آپ سے نہایت خوش رہے۔ عمر فاروق نہایت محتاط اور حکام پر سخت گیر تھے۔ ذرا سے قصور پر حکام کو معزول فرما دیتے تھے، معمولی سی گرفت پر حضرت خالد ابن ولید جیسے جرنیل کو معزول فرما دیا مگر اس کے باوجود امیر معاویہ کو

برقرار رکھا جس سے معلوم ہوا کہ آپ سے اتنی دراز مدت حکومت میں کوئی لغزش سر زد نہ ہوئی۔

امیر معاویہ کے فضائل

امیر معاویہ کے فضائل دو طرح کے ہیں۔ ایک عمومی' دوسرے خصوصی۔ عمومی فضائل یہ ہیں کہ وہ جلیل نشان عظیم المرتبت صحابی رسول ہیں' لہٰذا صحابہ کے جس قدر فضائل ودرجات اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائے اُن سب میں امیر معاویہ داخل ہیں۔ رب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کل صحابہ سے جنت کا وعدہ فرما چکا۔ ان کیلئے تقویٰ طہارت لازم فرمادی' وہ سب سچے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہو چکا' وہ اللہ سے راضی ہو چکے۔ وہ بڑے کامیاب ہیں' اُن سے جلنے والے عناد رکھنے والے کفار ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جن کی آیات مقدمہ میں گزر چکیں اُن سب میں امیر معاویہ یقیناً داخل ہیں۔

نیز امیر معاویہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبی عزیز اور سسرالی قرابت دار ہیں لہٰذا جو آیات حضور کے اہل قرابت کے متعلق نازل ہوئیں۔ اُن سب میں امیر معاویہ شامل ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر مراتب ودرجات صحابہ کرام یا اپنے اہل قرابت کے بیان فرمائے اُن سب میں بھی امیر معاویہ شامل ہیں۔ فرمایا میرے سارے صحابہ تارے ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ میرے صحابہ کا سوا سیر جو خیرات کرنا تمہارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے۔ میرے صحابہ سے جس نے بغض رکھا' اُس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے اُن سے محبت کی' اُس نے مجھ سے محبت کی وغیرہ وغیرہ۔ یہ احادیث بھی مقدمہ میں گزر چکیں' ان سب میں امیر معاویہ شامل ہیں۔ اگر امیر معاویہ کے اور کوئی خصوصی فضائل حدیث وقرآن میں نہیں وارد ہوئے۔ وہ بھی عظمت والے اور واجب الاحترام ہیں۔ ان پر ہمارا ایمان ہے کہ خود نبوت عظیم الشان درجہ ہے۔ ایسے ہی صحابی کے

متعلق عقیدہ رکھنا چاہیے۔

ضرورت نوٹ

پیغمبر کی قرابت داری مومن کے لیے درجات کا باعث ہے لہٰذا ابولہب' ابوجہل وغیرہ۔ اس سے علیحدہ ہیں کہ اگرچہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے تعلق رکھتے ہیں مگر کافر ہیں جیسے کنعان نوح علیہ السلام کا بیٹا ہونے کے باوجود ہلاک ہوگیا۔ امیر معاویہ مومن' عادل' ثقہ صحابی ہیں لہٰذا اُن کے لیے حضور کی قرابت بڑے درجات کا باعث ہے۔

امیر معاویہ ﷜ کے خصوصی فضائل

صحابیت اور قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ امیر معاویہ میں بیشمار خصوصی فضائل ہیں جن میں سے کچھ عرض کیے جاتے ہیں۔

نمبر ۱: امیر معاویہ ﷜ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی اور کاتب خطوط بھی تھے یعنی جو نامہ و پیام سلاطین وغیرہ سے حضور فرماتے تھے وہ امیر معاویہ ﷜ سے لکھواتے تھے۔ چنانچہ مسلم شریف وغیرہ میں ہے کہ امیر معاویہ ﷜ حضور کے سامنے لکھا کرتے تھے۔ ابونعیم نے فرمایا کہ امیر معاویہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں سے تھے۔ نہایت خوشخط فصیح' بلیغ' حلم وقار والے' امام مداینی نے فرمایا کہ زید ابن ثابت وحی لکھتے تھے اور امیر معاویہ حضور کے دیگر خطوط جو اہل عرب وسلاطین کو لکھے جاتے تھے وہ لکھتے تھے (یعنی اکثر) امیر معاویہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین تھے' امام مفتی حرمین احمد ابن محمد ملبری نے خلاصۃ السیر میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کل کاتب تیرہ تھے۔ خلفاء راشدین' عامر ابن فہیرہ' عبداللہ ابن ارقم' ابی ابن کعب' ثابت ابن قیس ابن شماس' خالد ابن سعید ابن العاص' ابن ربیع السلمی' زید ابن ثابت' معاویہ ابن ابی سفیان' شرجیل ابن حسنہ۔ لیکن ان سب

میں معاویہ اور زید زیادہ یہ کام کرتے تھے۔ امام احمد ابن محمد قسطلانی نے شرح بخاری میں فرمایا کہ معاویہ ابن ابوسفیان حضور کے کاتب وحی رہے۔

نمبر۲: امیر معاویہ مجتہدین صحابہ میں سے ہیں اور عالم خصوصاً مجتہد صحابی بڑے اشرف واعلیٰ مانے جاتے ہیں۔ چنانچہ امام بخاری نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس سے کہا گیا کہ امیر معاویہ کو کیا ہو گیا کہ وہ ایک رکعت ہی وتر پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ ٹھیک کرتے ہیں وہ فقیہہ ہیں یعنی مجتہد۔ اسی بخاری میں دوسری روایت میں ہے کہ امیر معاویہ نے ایک رکعت وتر پڑھی، اُس وقت امیر معاویہ کے پاس عبداللہ ابن عباس کے ایک غلام حاضر تھے اُنہوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے یہ شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ معاویہ کو کچھ نہ کہو وہ عظیم المرتبہ صحابی رسول ہیں۔

خیال رہے کہ عبداللہ ابن عباس علوم کے دریا حبر الامہ ترجمان قرآن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص اصحاب میں سے ہیں انہیں کو علی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے مناظرہ کے لیے بھیجا تھا۔ جب ایسے جلیل القدر صحابی رسول امیر معاویہ کو مجتہد اور فقیہہ فرما رہے ہیں تو اب انکار کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے۔

<u>نوٹ</u>: یہ احادیث امام ابوحنیفہ کی قوی دلیل ہیں کہ وتر ایک رکعت نہیں تین رکعت ہیں کیونکہ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عام صحابہ کرام وتر تین رکعت پڑھتے تھے ورنہ امیر معاویہ کے ایک رکعت پڑھنے پر تعجب نہ ہوتا یہ تعجب ہماری دلیل ہے۔ (فافہم)

نمبر۳: امیر معاویہ کے فضائل میں بہت سی احادیث شریفہ وارد ہیں۔ امام احمد ابن حنبل نے اپنے مسند شریف میں عرباض ابن ساریہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدایا معاویہ کو کتاب (قرآن) اور حساب کا علم عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا۔

ترمذی شریف میں عبدالرحمٰن ابن ابی عمیرہ مدنی نے روایت کی کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا (ہادی مہدی) اور معاویہ کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔ ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

حافظ حارث ابن اسامہ نے ایک بہت لمبی حدیث روایت فرمائی جس میں خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کے فضائل ہیں اس میں یہ بھی ہے۔ **ومعاویة ابن ابی سفیان اعلم امتی واجودها** یعنی معاویہ میری امت کے بڑے علم حلم اور سخاوت والے ہیں (تطہیر الجنان) محبّ طبری نے اپنی سیر میں ایک بہت طویل حدیث نقل فرمائی جس میں خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ کے فضائل مروی ہیں اُس کے آخر میں یہ بھی ہے۔ **وصاحب سری معاویة ابن ابی سفیان فمن اصبهم فقد فجا ومن بغضهم فقد هلک** یعنی میرے صاحب اسرار میں سے معاویہ ابن ابی سفیان ہیں جس نے ان تمام سے محبت کی وہ نجات پا گیا اور جس نے ان سے بغض رکھا ہلاک ہو گیا۔ (تطہیر الجنان)

حافظ امام ہیثمی نے عبداللہ ابن عباس سے روایت کی کہ ایک بار جبریل امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو ملاحظہ فرمایا کہ آپ معاویہ کا سر اپنی گود میں لیے بیٹھی ہیں اور اُن کو بار بار چوم رہی ہیں تو سرکار نے فرمایا کہ اے ام حبیبہ کیا تم معاویہ سے محبت کرتی ہو انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہ محبت کروں کہ یہ میرا بھائی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ ورسول بھی معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔ (تطہیر الجنان)

ابوبکر ابن ابی شیبہ نے امیر معاویہ سے روایت کی کہ فرمایا کہ مجھے ایک بار حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے معاویہ اگر تم بادشاہ ہو تو بھلائی کرنا جب سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ مجھے سلطنت ملے گی (کیونکہ حضور کی زبان کن کی کنجی ہے)

ابو یعلی نے امیر معاویہ سے روایت کی کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاویہ اگر تم حاکم بنو تو اللہ سے ڈرنا اور عدل وانصاف کرنا۔ اسی کے قریب قریب کچھ فرق سے یہ ہی روایت مسند امام احمد بھی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں امیر معاویہ سے روایت کی کہ حضور نے مجھ سے فرمایا اے معاویہ اگر تم حاکم بنو تو مجرموں کو حتی الامکان معافی دینا نیک کاروں سے نیکی قبول کرنا۔ غرض کہ یہ روایت مختلف طریقوں سے سب کتابوں میں ہے اگر کوئی روایت ان میں سے ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کہ فضائل میں حدیث شریف ضعیف بھی قبول ہے۔

نمبر ۴: تمام علماء محدثین اور صحابہ نے امیر معاویہ کی ثنا وصفت فرمائی چنانچہ امام قسطلانی نے شرح بخاری میں فرمایا معاویہ بڑے مناقب اور بڑے خوبیوں والے ہیں شرح مسلم میں ہے کہ امیر معاویہ اعدل فضلاء اور بہترین صحابہ میں سے ہیں۔ امام یافعی نے فرمایا کہ معاویہ حلیم کریم' عاقل کامل بہت رائے سلیم والے تھے۔ گویا انہیں قدرت نے ملک رانی کے لیے پیدا فرمایا تھا۔ تمام محدثین اُن کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھتے رہے۔ عبداللہ ابن عباس نے انہیں مجتہد وفقیہہ صحابی فرمایا جیسا کہ بخاری کی روایت سے گزر گیا۔ نہایہ جذریہ میں عبداللہ ابن عمر سے روایت کیا کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے معاویہ کی طرح سمجھ دار اور سخی نہ دیکھا۔ قاضی عیاض نے روایت کی کہ کسی نے معافی ابن عمران سے کہا کہ کیا عمر ابن عبدالعزیز معاویہ ﷺ سے بہتر ہیں تو آپ غصہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی پر کسی کو قیاس نہ کیا جائے۔ معاویہ ﷺ حضور ﷺ کے صحابی حضور ﷺ کے سالے کاتب وحی اور حضور ﷺ کے امین ہیں۔

کسی نے عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمن معاویہ اور عمر ابن عبدالعزیز میں سے کون افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ معاویہ کے

گھوڑے کی ناک کا غبار جو حضور کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا وہ عمر ابن عبدالعزیز سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے کیوں نہ ہو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ خیال رہے کہ عبداللہ ابن مبارک وہ بزرگ ہیں جن کے علم زہد' تقویٰ امانت پر تمام امت رسول متفق ہے اور اُن سے خضر علیہ السلام ملاقات فرماتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بہت موقع پر تعریفیں فرمائیں۔ انہیں دمشق کا حاکم مقرر کیا اور کبھی معزول نہ فرمایا۔ اگر آپ تھوڑی سی لغزش بھی ملاحظہ فرماتے تو فوراً معزول فرمادیتے جیسے کہ معمولی شکایت پر سعد ابن ابی وقاص یا خالد ابن ولید جیسی بزرگ ہستیوں کو معزول فرمادیا۔ اسی طرح عثمان غنی نے اپنے پورے زمانہ خلافت میں امیر معاویہ کو حکومت کے عہدے پر بحال رکھا۔ یہ ان بزرگ صحابہ کی طرف سے امیر معاویہ کی انتہائی عظمت وامانت کا اقرار واعلان ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہت سے موقع پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی چنانچہ طبرانی نے بسند صحیح روایت فرمائی کہ کسی نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جنگ صفین کے زمانہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا قتلانا وقتلا معاویۃ فی الجنۃ ہمارے اور معاویہ کے مقتولین سب جنتی ہیں۔ نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا اخوانـنـا بـغـو علینا یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں ہم بغاوت کر بیٹھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے معاویہ سے بہتر کوئی حکومت کے لائق نہ دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام میں داخل ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان وشوکت اور بڑا جرار لشکر دیکھا تو فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ عرب کے کسریٰ ہیں۔ (تطہیر الجنان)

امام اعمش جو اجلہ تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ اگر تم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو

دیکھتے تو کہتے کہ وہ امام مہدی ہیں۔(تطہیر الجنان)

امام حسن رضی اللہ عنہ نے ۷ ماہ خلافت فرما کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمائی اور اُن کا سالانہ وظیفہ اور نذرانے قبول فرمائے اگر امیر معاویہ میں معمولی فسق بھی ہوتا تو امام حسن رضی اللہ عنہ سر دے دیتے مگر اُن کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امام حسن رضی اللہ عنہ کے اس فعل شریف کی تعریف فرمائی تھی کہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح فرمائے گا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ اس صلح کے وقت عاقل' بالغ' سمجھدار تھے مگر اُن سرکار رضی اللہ عنہ نے بھی اس صلح پر اعتراض نہ فرمایا کہ اس میں خود بھی داخل ہو گئے اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں کچھ عیب رکھتے ہوتے تو یزید مردود کی طرح آپ اس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آ جاتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نگاہ امام حسین رضی اللہ عنہ میں یزید فاسق فاجر ظالم وغیرہ تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل' ثقہ' متقی' بیعت امارت تھے۔ اب کسی کو کیا حق ہے کہ ان پر زبان طعن دراز کرے۔

نمبر ۵: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے بڑے جلیل القدر صحابہ سے احادیث روایت کیں جو تمام محدثین نے قبول کیں اور اپنی کتب میں لکھیں اور بڑے بڑے صحابہ کرام نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت لیں اور احادیث نقل کیں۔ خیال رہے کہ فاسق کی روایت ضعیف ہوتی ہے یعنی قابل قبول نہیں ہوتی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' عمر فاروق رضی اللہ عنہ' ام حبیبہ رضی اللہ عنہا وغیرہم سے احادیث نقل کیں اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ' عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ' عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ' جریر ابن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ' معاویہ ابن خدیج رضی اللہ عنہ' سائب ابن یزید رضی اللہ عنہ' نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ' ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' ابولامہ ابن سہل رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ وفقیہہ ومجتہدین صحابہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں۔ اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے

جبیر' ابوادریس خولانی' سعید ابن مسیب' خالد ابن معدان' ابوصالح سمان' ہمام ابن عتبہ' عبداللہ ابن حارث' قیس ابن ابی حازم جیسے جلیل القدر تابعین علماء وفقہا نے روایات حدیث لیں اور قبول کیں۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں فسق وظلم وغیرہ کا شائبہ بھی ہوتا تو یہ حضرات ان سے روایت حدیث نہ کرتے۔

نمبر ۶ : امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی (۱۶۳) احادیث ہیں جن میں چار وہ ہیں جنہیں مسلم وبخاری دونوں نے روایت فرمایا اور چار صرف بخاری نے اور پانچ صرف مسلم نے باقی احمد ابوداؤد نسائی بیہقی' طبرانی' ترمذی' مالک وغیرہ محدثین نے روایت فرمائیں۔ اگر ہم کو اس رسالہ کے طویل ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم وہ تمام روایات یہاں نقل کر دیتے۔ شائقین کتب احادیث کا مطالعہ کریں۔ خیال کرنا چاہیے کہ امام بخاری ومسلم وہ بزرگ ہستیاں ہیں جو ذرا سے شبہ فسق کی بنا پر روایت نہیں لیتے۔ ان بزرگوں کا امیر معاویہ کی روایت قبول فرما لینا باعلان بتا رہا ہے کہ امیر معاویہ ان کی نگاہ میں متقی' عادل' ثقہ' قابل روایت ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی نے امیر معاویہ کو تمام مومنوں کا ماموں فرمایا ان کے بڑے کارنامے مثنوی میں بیان کیے۔

نمبر ۷ : امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے شاندار سلطان ہیں جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے خلیفہ ہیں اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت راشدہ (یعنی خلافت علی منہاج النبوۃ) تیس سال تک رہے گی' پھر سلطنت ہوگی۔ امیر المومنین علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت اس مدت میں قریباً سات ماہ باقی تھے۔ چنانچہ یہ ہی بقیہ مدت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پوری فرما کر خلافت سے دستبرداری فرمالی کیونکہ مدت خلافت پوری ہو چکی تھی اس وقت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سلطان اسلام مقرر ہوئے۔

اس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارۃً ارشاد فرمائی تھی چنانچہ بخاری

شریف میں کتاب الرویا کتاب الجہاد میں بہت جگہ حضرت انس وغیرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ام حرام بنت ملحان کے گھر آرام فرما تھے جو کہ عبادہ ابن صامت کی زوجہ ہیں کہ اچانک خوش خوش مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ امام ملحان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس مسرت وشادمانی کا کیا سبب ہے فرمایا کہ ابھی خواب میں ہم پر ہماری امت کے غازی پیش کئے گئے جو اس سمندر سے ایسی شان وشوکت سے گزر رہے ہیں جیسے تخت پر سلاطین اور جہاد کرنے جارہے ہیں۔ ام ملحان نے عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان کے ساتھ اس جہاد میں شرکت کی توفیق دے' فرمایا تم بھی ان میں ہوگی۔ یہ فرما کر پھر سو گئے پھر اسی طرح خوش خوش بیدار ہوئے اور پھر اسی طرح کی خواب ارشاد فرمائی۔ ام ملحان نے پھر عرض کیا کہ فرمائیں کہ میں اس جہاد میں بھی ان غازیوں کے ساتھ ہوں تو فرمایا کہ نہیں۔ تم پہلوں کے ساتھ ہوگی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ یہ جہاد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ حکومت میں ہوا۔ ام ملحان امیر معاویہ کے ہمراہ سمندر پر سے گزریں اور پار نکل کر اپنے اونٹ سے گر کر شہید ہوگئیں۔ حدیث پاک کے آخری الفاظ یہ ہیں:

فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ بُدُنَتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ (بخاری شریف)	پس سوار ہوئیں ام ملحان معاویہ ابن ابی سفیان کے زمانہ میں پھر جب سمندر پار ہوئیں تو اونٹ سے گر گئیں اور انتقال فرما گئیں۔

اس حدیث سے اشارۃً معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے سلطان غازی ہوں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس جہاد میں شرکت کرنے والے بڑے درجہ والے ہوں گے۔ اسی لیے ام ملحان نے اپنے لیے دعا کرائی جو قبول ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت شان کے مالک ہوں گے' سادگی نہ ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ شان دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ خوش وخرم مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے کیوں نہ ہو بیٹے کی شان دیکھ کر باپ خوش ہوتا ہے' امت کی شان دیکھ کر نبی خوش ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا

بوریا ممنون خواب راحتش
تاج کسریٰ زیر پائے امتش

یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلی پچھلی تمام چیزیں بتادیں بلکہ دکھادیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور لوگوں کی موت کے وقت موت کی نوعیت سے خبردار ہیں کہ کون کب مرے گا' کہاں مرے گا' کیسے مرے گا کہ ام ملحان سے فرمادیا کہ تم صرف پہلوں کے ساتھ ہوگی' پھر تمہیں اس دوسرے غزوہ میں شرکت کا موقع نہیں ملے گا کیونکہ تم اسی غزوہ میں شہید ہو جاؤ گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اور ان کے ساتھیوں سے بہت خوش ہیں۔ بہرحال یہ حدیث بہت سے احکام کی جامع ہے۔

نوٹ ضروری: خیال رہے کہ خلافت راشدہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر ختم ہوگئی۔ اس خلافت میں خلیفہ مسلمانوں کے حاکم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین ہوتے تھے کہ ان کی بیعت سلطنت کی بیعت بھی تھی اور ارادت کی بیعت بھی۔ اسی لیے اُس وقت تک مسلمانوں میں پیروں کی مشائخ کی بیعت کا رواج نہ تھا کیونکہ یہ بیعت ہی کافی تھی۔ خلیفہ اسلام کے حاکم بھی تھے' مسلمانوں کے شیخ بھی تھے اور رسول اللہ کے جانشین بھی رضی اللہ عنہم۔ اس کے بعد سلطان میں صرف سلطنت اسلام رہ گئی' وہ جانشینی جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ الکمال نہ رہی' اس لیے پھر بادشاہوں سے صرف سلطنت کی بیعت ہونے لگی اور ارادت کی بیعت مشائخ عظام سے اُن میں پہلے سلطان اسلام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہوئے مگر شریعت میں کہیں پر

سلطان اسلام کو بھی خلیفہ کہہ دیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا کہ بارہ خلفاء تک اسلام بہت غالب رہے گا۔ یہاں خلیفہ بمعنی سلطان ہے جن لوگوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ لکھا یا کہا وہ خلیفہ بمعنی اسلام ہے۔

نوٹ ضروری: تمام خلفاء راشدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء تھے۔ بعد والے اپنے سے پہلے والے کے خلیفہ نہ تھے یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول ﷺ تھے۔ خلیفہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نہ تھے۔ سب نائبین مصطفٰی اور جانشین جناب حبیب کبریا تھے اسی لیے وہ تمام حضرات حضور کے خلفاء ہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ چہارم خلیفہ ہونا یا آخری خلیفہ ہونا معاذ اللہ کوئی اہانت یا بے تعظیمی نہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار بار بیعت میسر ہوئی۔ ایک بار بلاواسطہ اور پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے سے' پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے' پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی معرفت سے کیونکہ یہ تمام بیعتیں بالواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت تھی۔

نمبر ۸: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہایت نیک دل' سخی بہت حلیم وکریم تھے جیسا کہ اُن کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی چنانچہ آپ کی سخاوت حسب ذیل واقعات سے ظاہر ہوتی ہے۔

الف: ملا علی قادری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ ایک بار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو چار لاکھ روپے نذرانہ پیش کئے جو امام حسن رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائے۔ (کتاب الناہیہ)

ب: حاکم نے بہ روایت ہشام بن محمد روایت کی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کیلئے ایک لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کیا تھا اتفاقاً ایک سال یہ وظیفہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو نہ پہنچا۔ آپ نے چاہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یاددہانی کیلئے خط لکھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں امام حسن رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اپنے جیسی مخلوق کو نہ لکھو

رب سے عرض کرو اور فرمایا یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اَقْذِفْ فِي قَلْبِي رِجَاءَ کَ وَاقْطَعْ رِجَآءِ یْ عَمَّنْ سِوَاکَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْا اَحَدًا غَیْرَکَ اَللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِي وَقَصَرَ عَنْهُ عَمَلِي وَ لَمْ تَنْتَهِ اِلَيْهِ رَغْبَتِي وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْآلَتِي وَلَمْ يَجْرِ عَلٰى لِسَانِي مِمَّا اَعْطَيْتُ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ مِنَ الْيَقِيْنِ فَخَصِّنِي بِهٖ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.	اے اللہ میرے دل میں اپنی امید بھر دے اور اپنے ماسوا سے امید منقطع فرمادے یہاں تک کہ تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھوں۔ اے اللہ جس چیز سے میری طاقت کمزور ہے اور میرے عمل کوتاہ ہیں اور میری رغبت وہاں تک نہ پہنچی اور میری زبان پر جاری نہ ہوا جو کہ تو نے اگلوں اور پچھلوں کو یقین عطا فرمایا ہے پس مجھے اُس سے خاص کرا دے جہانوں کے پالنے والے۔

چنانچہ یہ وظیفہ امام حسن ﷛ نے شروع کردیا۔ ابھی ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ امیر معاویہ ﷛ نے پندرہ لاکھ روپے بھیج دیا یعنی دو لاکھ وظیفہ اور تیرہ لاکھ نذرانہ (ناہیہ وغیرہ)

مسلمان یہ دعا یاد کرلیں رفع حاجات کیلئے بہترین دعا ہے۔

ج: ایک بار امیر معاویہ ﷛ نے حاضرین سے فرمایا کہ جو کوئی علی ﷛ کی شان میں قصیدہ پڑھے تو میں اُسے فی شعر ایک ہزار دینار دوں گا۔ چنانچہ حاضرین شعراء نے اشعار پڑھے اور انعام لیا۔ امیر معاویہ ہر شعر پر کہتے تھے کہ علی ﷛ اس سے بھی افضل ہیں۔ عمرو ابن عاص شاعر نے ایک قصیدہ علی مرتضٰی کی شان میں پڑھا جس کا ایک شعر یہ تھا ۔

هُوَ النَّبَآءُ الْعَظِيْمُ وَفُلْکُ نُوْحٍ
وَبَابُ اللّٰهِ وَانْقَطَعَ الْخِطَابُ

حضرت علی بڑی خبر والے ہیں۔نوح علیہ السلام کی کشتی ہیں۔ اللہ کا دروازہ ہیں۔ان کے بغیر اللہ سے کوئی کلام نہیں کرسکتا۔امیر معاویہ نے اس شعر پر اس شاعر کوسات ہزار دینار دیئے۔(نقائص الفنون مصنفہ محمد ابن محمود آملی از کتاب الناہیہ)

د: ابن عسا کرنے روایت کی کہ جنگ کے زمانہ میں حضرت عقیل نے (حضرت علی کے بھائی) علی رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے کچھ روپے کی ضرورت ہے دیجیے۔فرمایا ابھی نہیں ہے آپ نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجیے کہ امیر معاویہ کے پاس چلا جاؤں حضرت علی نے فرمایا جاؤ حضرت عقیل امیر معاویہ کے پاس پہنچے۔امیر معاویہ نے آپ کا بڑا احترام کیا اور ایک لاکھ روپے نذرانہ پیش کیا۔ (صواعق محرقہ)

یہ نمونہ کے طور پر چند واقعات پیش کئے گئے ورنہ امیر معاویہ ﷺ کی بے مثل سخاوت کے واقعات بہت ہیں۔

نمبر۹ : امیر معاویہ ﷺ کے دل میں اللہ کا خوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اہل بیت اطہار کی محبت کمال درجہ تھی۔آپ اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں کہ امیر معاویہ اپنی وفات کے وقت بار بار فرماتے تھے کہ کاش میں ایک گاؤں میں خاموش زندگی گزارتا اور ان جھگڑوں میں نہ پڑتا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن شریف' بال' قمیص مبارک' تہبند شریف کے متعلق وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دے کر میرے کفن میں یہ چیزیں رکھ دی جائیں۔اس واقعہ سے امیر معاویہ ﷺ کے خوف الٰہی عظمت محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا بخوبی پتہ لگتا ہے۔نیز تواریخ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ ﷺ امام حسن رضی اللہ عنہ کا انتہائی ادب واحترام کرتے تھے اور اہل بیت اطہار کے فضائل کی متعدد روایات آپ سے مروی ہیں۔

امام احمد ﷺ ابن حنبل نے اپنے مسند میں امیر معاویہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن ﷺ کے زبان اور ہونٹ چومتے تھے۔ پھر امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسی زبان اور ہونٹ جسے جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چومیں اُس کو آگ نہیں پہنچ سکتی۔ (کتاب الناہیہ)

اسی مسند احمد ابن حنبل میں ہے کہ ایک شخص نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھو وہ مجھ سے بڑے عالم ہیں۔ اس نے کہا آپ ہی فرمادیں۔ مجھے آپ کا جواب زیادہ پسند ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے یہ بہت بری بات کی کیا تو ان سے نفرت کرتا ہے جن کی توقیر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے' ان کے کمال علم کی بنا پر اور جن کے بارے میں سرکار نے فرمایا کہ اے علی تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام مگر میرے بعد نبی نہیں اور جن علی رضی اللہ عنہ کی عظمت علم کا یہ حال ہے کہ جب حضرت عمر فاروق کو کوئی مشکل درپیش آتی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حل کراتے تھے' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرما کر اُس شخص سے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جا اور اس کا نام وظیفہ والوں کے دفتر سے خارج کر دیا۔ (کتاب الناہیہ)

ان روایات کو دیکھو اور غور کرو۔

امام محمد ابن محمود آملی نفائس فنون میں روایت کی کہ ایک بار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علی شیر تھے علی چودھویں رات کے چاند تھے علی رحمت خدا کی بارش تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے پوچھا کہ آپ افضل ہیں یا علی تو آپ نے فرمایا کہ علی کے قدم ابوسفیان کی آل سے افضل ہیں تو اُن سے کہا گیا کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کیوں کی تو فرمایا الملک عقیم یعنی ملکی جنگ تھی۔ (کتاب الناہیہ)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار ضرار ابن حمزہ سے کہا کہ مجھے علی بن ابی طالب کے اوصاف سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس سے معاف رکھو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں خدا کی قسم ضرور سناؤ۔ ضرار ابن حمزہ نے نہایت فصیح و بلیغ طور پر علی

رتضیٰ رضی اللہ عنہ کی منقبت سنائی جس کا خلاصہ ترجمہ حسب ذیل ہے:

''علی ﷜ بڑی سخاوت والے سخت قوت والے تھے۔ فیصلہ کن بات کہتے تھے عدل کا فیصلہ کرتے تھے ان کی جوانب سے علم کی نہریں بہتیں تھیں اُن کی زبان پر علم بولتا تھا۔ دنیا اور دنیا کی ٹیپ ٹاپ سے متنفر تھے' رات کی تنہائی اور وحشت پر مائل تھے' راتوں کو روتے تھے۔ اکثر آخرت کی فکر میں رہتے تھے' موٹا لباس معمولی کھانا پسند فرماتے تھے۔ لوگوں میں عام شخص کی طرح رہتے تھے جب ان سے کچھ پوچھتے تو فوراً جواب دیتے جب ہم انہیں بلاتے تو فوراً آجاتے تھے' اس بے تکلفی کے باوجود اُن کی خداداد ہیبت کا یہ حال تھا کہ ہم ان سے گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ دین داروں کی تعظیم فرماتے' مسکینوں کو اپنے سے قریب رکھتے تھے' علی ﷜ کے دربار شریف میں کمزور مایوس نہ تھا' قوی دلیر نہ تھا۔ قسم خدا کی میں نے علی کو بہت دفعہ ایسا دیکھا کہ رات کے تارے غائب ہو جاتے تھے۔ اس حال میں کہ آپ ایسا روتے تھے جیسے کسی کو بچھو کاٹ لے اور رو رو کر فرماتے تھے کہ افسوس افسوس عمر تھوڑی ہے سفر لمبا ہے' سامان تھوڑا ہے راستہ خطرناک ہے اور آپ کی داڑھی سے آنسوؤں کے قطرے ٹپکتے تھے اور فرماتے تھے افسوس! افسوس!

امیر معاویہ یہ سن کر زار زار رونے لگے اور فرماتے تھے کہ قسم خدا کی ابوالحسن (علی ﷜) ایسے ہی تھے' ایسے ہی تھے' ایسے ہی تھے۔ (صواعق محرقہ)

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ہی صفات کو ایک شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے

هُوَالْبُكَّاءُ فِي الْمِحْرَابِ لَيْلاً هُوَالضَّحَاكُ فِيْ يَوْمِ الضِّرَابِ

''محراب مسجد میں روتے' میدان جہاد میں ہنسنے والے'' میدان جہاد میں تشریف

لاتے تو ہنستے ہوئے فرماتے انا الذی سمتنی امی حیدر۔
''میں وہ بہادر ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر کرار رکھا'' (حیدر بمعنی شیر) کرار کے معنی پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا)

اور جب تہجد کے وقت محراب مسجد میں آتے تو رب سے عرض کرتے

اِلٰهِی عَبْدُکَ الْعَاصِیُ اَتَاکَ مُقِرًّا بِالذُّنُوْبِ وَقَدْ دَعَاکَ

''خدایا تیرا گنہگار بندہ حاضر ہے' اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہوئے تجھ سے دُعا مانگ رہا ہے''۔ غرضکہ خلق کے سامنے ہنسنے والے خالق کی بارگاہ میں رونے والے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نمبر ۱۰: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہت سی کرامات ثابت ہیں۔ آپ صاحب کرامت صحابی رسول ہیں۔ چنانچہ کتاب تطہیر الجنان میں فرمایا کہ سند صحیح سے روایت ہے کہ جب امیر معاویہ کو حضرت عثمان غنی کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مکہ والوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے علیحدہ کیا لہٰذا وہاں خلافت کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ مدینہ والوں نے خلیفۃ المسلمین عثمان غنی کو شہید کیا وہاں سے خلافت نکل گئی' اب کبھی وہاں خلافت نہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پھر حرمین شریفین آج تک دارالخلافہ نہ بنے' مکہ معظمہ میں تو عبداللہ ابن زبیر نے خلافت کا دعویٰ کیا بھی مگر وہ صورت خلافت تھی حقیقت خلافت نہ تھی لیکن مدینہ منورہ میں صورۃ خلافت بھی نہ رہی' سیدنا علی مرتضیٰ نے کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا اور اُن کے بعد کسی خلیفہ نے مدینہ منورہ کو دارالخلافہ نہ بنایا۔ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب یزید کو اپنا ولی عہد کیا تو دعا کی کہ مولیٰ اگر یزید اس کا اہل نہ ہو تو اُس کی سلطنت کامل نہ فرما پھر ایسا ہی ہوا کہ یزید مردود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد دو سال کچھ ماہ زندہ رہا اور اُس کی سلطنت پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ تو مشہور ہی ہے کہ آپ ایک دفعہ اپنے محل میں

سو رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی نے آپ کو جگایا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور اس محل میں کیسے پہنچ گیا۔ وہ بولا کہ میں ابلیس ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا کام نماز کیلئے جگانا نہیں ہے بلکہ نماز سے سلانا ہے اولاً اُس نے بہانے بنائے مگر جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے ڈرایا دھمکایا تو آخر بولا کہ اس سے پہلے ایک دفعہ میں نے آپ کو فجر کے وقت سلا دیا تھا جس سے آپ کی نماز قضا ہوگئی تھی' آپ اُس کے غم میں اتنا روئے کہ میں نے فرشتوں کو آپس میں کلام کرتے سنا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس رنج وغم کی وجہ سے پانچ سو نمازوں کا ثواب دیا گیا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر آج پھر آپ فجر نہ پڑھ سکے تو آج پھر روئیں گے اور ایسا نہ ہو کہ ایک ہزار نمازوں کا ثواب حاصل کر لیں اس لیے جگایا کہ ایک اسی نماز کا ثواب حاصل کریں۔ مثنوی شریف دفتر دوم صفحہ ۲۳ میں مولانا روم قدس سرہ' نے اسی قصہ کو بہت تفصیل سے چودہ صفحہ میں کچھ فرق سے یوں فرمایا جس کی سرخی یوں باندھی۔

''بیدار کردن ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہ را کہ برخیز کہ وقت نماز است''

اور اس طرح اس قصہ کو شروع فرمایا

در خبر آمد کہ خال مومناں ۔۔۔ بود اندر قصر خود خفتہ شباں

قصر را از اندروں دربستہ بود ۔۔۔ کز زیارتہار مرم ختہ بود

ناگہاں مردے ورا بیدار کرو ۔۔۔ چشم چوں بکساد پنہاں گشت فرد

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت عابد وزاہد مقبول بارگاہ الٰہی تھے اور ابلیس جیسا خبیث جو کسی کے قبضہ میں نہ آئے وہ آپ کے قبضہ اور گرفت سے نہ چھوٹ سکتا تھا کیوں نہ ہو جس کا ہاتھ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پکڑ لیں۔ اُس کے ہاتھ کی گرفت سے کون چھوٹ سکتا تھا اور جو نگاہ جمال مصطفیٰ دیکھ لے اُس سے کون سی چیز چھپ سکتی ہے۔

یہی واقعہ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی پیش آیا تھا کہ آپ نے ابلیس کو پکڑ لیا تو چھوٹ نہ سکا۔

دوسرا باب

امیر معاویہ ؓ پر اعتراضات و جوابات

امیر معاویہ ؓ پر اب تک جس قدر اعتراضات ہم کو معلوم ہو سکے ہیں اُنہیں ہم تفصیل وار عرض کرتے ہیں' ہر اعتراض کے ساتھ اُس کا مدلل جواب منصفانہ اور محققانہ طور پر عرض کریں گے۔ ناظرین سے انصاف کی اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول کی امید ہے وہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

اعتراض ۱: تم نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پاک بھی میرے اہل بیت ہیں حالانکہ حدیث کساء میں وارد ہوا کہ آیت تطہیر اترنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن و حسین' علی' فاطمہ زہرا کو کمبل شریف میں داخل فرما کر دعا کی کہ مولیٰ یہ میرے اہل بیت ہیں تو انہیں پاک فرما دے۔ حضرت ام سلمہ زوجہ رسول اللہ نے عرض کیا کہ مجھے داخل فرما لیا جائے تو اُن سے فرما دیا کہ تم خیر پر ہو تم وہاں ہی رہو۔ اگر ازواجِ مطہرات اہل بیت میں داخل ہوتیں تو انہیں کمبل شریف میں لے لیا جاتا۔

جواب: یہ شبہ جب درست ہوتا کہ اس حدیث میں کوئی حصر کا لفظ ہوتا۔ یعنی یہ ہی اہل بیت ہیں یا یہ فرمایا جاتا کہ ان کے سوا اور کوئی اہل بیت نہیں۔ جب ان دونوں میں سے کچھ نہیں تو دوسروں کی نفی کیسے ہوگئی۔ اگر ہم کہیں کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ و داؤد علیہم السلام نبی ہیں تو اس کے معنی یہ نہیں کہ دیگر انبیاء کرام نبی نہیں اور اس فرمانے میں بھی ایک حکمت ہے وہ یہ کہ عرف میں لڑکی شادی کے بعد اپنے خاوند کے اہل بیت اور اُن کے اہل خانہ میں شمار ہونے لگتی ہے تو شاید یہ سمجھا جاتا کہ

حضرت فاطمہ زہرا حضور کے اہل بیت نہیں بلکہ حضرت علی کے اہل بیت میں ہیں اس وہم کو دفع فرمانے کیلئے حضور نے کمبل شریف کا یہ عمل فرمایا جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس میں داخلہ کی اجازت چاہی تو اُن سے فرمادیا کہ انت علی خیر تم تو خیر پر ہو ہی یعنی تو تم اس آیت میں یقیناً داخل ہو تمہارے متعلق تو شبہ ہو سکتا ہی نہیں، تم وہاں ہی رہو جن کے متعلق شبہ ہو سکتا ہے ان کو داخل فرما کر شبہ دور فرماتا ہے۔ اس کی نفیس تحقیق تحفہ اثنا عشریہ، اشعۃ اللمعات اور اس کے حاشیہ میر علی میں ملاحظہ کرنا چاہیے۔ اگر آیت تطہیر میں صرف یہ چار حضرات داخل ہوں اور ازدواج پاک داخل نہ ہوں تو آیات قرآنیہ میں نہایت سخت بے ربطی ہوگی کیونکہ اس سے آگے اور پیچھے تمام آیات میں ازدواج پاک سے خطاب ہے اور ربط آیات ضروری ہے۔

اعتراض ۲: آیت تطہیر کے پہلے اور اس کے بعد تمام ضمیریں جمع مؤنث ہیں مگر اس آیت میں ضمیں جمع مذکر ہے: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا دونوں جگہ کم ہے جو مذکر ہے، اگر اس خطاب میں ازواجِ مطہرات شامل ہوتیں تو دیگر آیات کی طرح اس میں بھی ہن کن وغیرہ ضمیریں ہوتیں۔

جواب: چونکہ اگلی پچھلی آیتوں میں صرف ازواج پاک سے خطاب تھا لیکن اس آیت کے خطاب میں حضرت علی وحسنین کریمین بھی شامل تھے۔ اس لیے اُن میں ضمیریں مؤنث ہے یہاں فرمایا گیا اہل بیت اور یہ لفظ مذکر ہے اگر چہ اس سے مراد بیویاں ہوں اور عربی ترکیب میں لفظ کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ معنی کا دیکھوں طلحہ لفظ مؤنث ہے اور نام مذکر ہے مگر لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے اسے غیر منصرف مانا گیا تانیث وعلم کے لحاظ سے اس کی دلیل وہ آیت ہے جو سورۂ ہود میں ہے کہ فرشتوں نے حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا:

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةُ فرشتے بولے کہ اے سارہ کیا تم اللہ

اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیۡکُمۡ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ اِنَّہٗ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۝ (۱۱-۷۳)	حکم سے تعجب کرتی ہو۔ اے نبی کے گھر والو تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں وہ اللہ سراہا ہوا بزرگی والا ہے۔

دیکھو اس آیت میں حضرت سارہ سے خطاب ہے جو بی بی صاحبہ ہیں مگر تعجبین صیغہ مؤنث ہے اور علیکم میں ضمیر مذکر کیونکہ انہیں لفظ اہل بیت سے تعبیر کیا جو کہ مذکر ہے ایسے ہی ان آیات میں ہے غرضکہ لفظ کا اعتبار ہے۔

اعتراض ۳: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہزارہا مسلمانوں کا خون کیا اور کرایا نہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرتے نہ مسلمانوں کا اتنا خون ہوتا اور مومن کو قتل کرنے والا دائمی جہنمی ہے رب فرماتا ہے:

وَمَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خَالِدًا فِیۡہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا (۴-۹۳)	اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اُس کا بدلہ دوزخ ہے اُس میں ہمیشہ رہے گا اور اللہ اُس پر غضب اور لعنت کرے گا اور اس کیلئے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

جواب

اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی' جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت طلحہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین پر بھی یہ ہی الزام عائد ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تمام حضرات علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوئے اور جنگ جمل وغیرہ میں ہزارہا مسلمان شہید ہوئے حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسے اللہ کا ایک ہونا۔ کیونکہ قرآن کریم میں ان کے جنتی ہونے کی نص قطعی وارد ہو چکی اور حضرت طلحہ و زبیر بھی قطعاً جنتی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔

جواب تحقیقی یہ ہے کہ مومن کے قتل کی تین صورتیں ہیں ایک تو اس لیے اسے قتل کرنا کہ یہ مسلمان کیوں ہوگیا' یہ کفر ہے کہ اس میں ایمان سے ہمیشہ ناراضی ہے۔ اس آیت مذکورہ میں یہ ہی مراد ہے کیونکہ جہنم میں ہمیشہ رہنا صرف کافر کیلئے ہے۔ دوسرے کسی مسلمان کو دنیاوی عناد اور ذاتی دشمنی کی وجہ سے قتل کرنا جیسے دن رات ہوتا رہتا ہے یہ فسق اور گناہ ہے۔ تیسرے غلط فہمی کی بنا پر مسلمانوں میں جنگ ہو جائے اور مسلمان مارے جائیں یہ غلط فہمی ہے نہ فسق ہے نہ کفر۔ اس تیسری قسم کے لیے یہ آیت کریمہ ہے۔

وَاِنْ طَـائِفَتَـانِ مِنَ الْـمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُـمَا (۴۹-۹)

اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کر بیٹھیں تو ان میں صلح کرا دو۔

دیکھو یہاں قتال اور جنگ کرنے والی دونوں جماعتوں کو مومن فرمایا گیا اور ان میں صلح کرا دینے کا حکم دیا گیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وعلی مرتضٰی کی جنگ اس تیسری قسم میں داخل ہے بلکہ تمہارا یہ الزام خود امیر المومنین علی مرتضٰی پر پڑتا ہے کیونکہ جیسے امیر معاویہ کے ہاتھوں علی المرتضٰی کے ساتھی مومن شہید ہوئے ویسے ہی علی مرتضٰی کے ہاتھوں امیر معاویہ اور حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھی حضرت طلحہ وزبیر وغیرہ شہید ہوئے (اللہ سمجھ دے)

اعتراض ۴: امیر معاویہ کے دل میں اہل بیت کا کینہ تھا انہوں نے اہل بیت کو ستایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے علی کو ستایا اُس نے مجھے ستایا۔ نیز امیر معاویہ نے اہل بیت سے جنگ کی حالانکہ حضور نے فرمایا تھا کہ جس نے ان سے جنگ کی اُس نے مجھ سے جنگ کی اور جو حضور سے جنگ کرے وہ مومن نہیں۔

جواب: اس کے بھی دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ جواب الزامی تو یہ ہے کہ اس سوال کی زد میں معاذ اللہ خود حضرت علی بھی داخل ہو جائیں گے۔ کیونکہ مخالف کہہ سکتا ہے کہ حضرت علی کے دل میں حضرت عائشہ' طلحہ' زبیر' محمد ابن طلحہ جیسے

مقدس صحابہ کا کینہ تھا اور حضور نے تمام صحابہ کے متعلق فرمایا کہ فَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ جس نے صحابہ سے بُغض رکھا اُس نے مجھ سے بُغض رکھا۔ نیز یہ الزام حضرت عائشہ صدیقہ وطلحہ زبیر وغیرہ پر بھی وارد ہوگا۔ غرضیکہ ایک امیر معاویہ کے بغض کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام صحابہ واہل بیت کی غلامی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

جواب: تحقیق یہ ہے کہ حضور کے اہل بیت اطہار کی مخالفت کی تین صورتیں ہیں ایک تو اُن سے اس لیے جلنا کہ یہ حضور کے اہل بیت ہیں یہ کفر ہے کہ اس میں درپردہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جلنا ہے' دوسرے کسی دنیاوی وجہ سے ناراضی اس میں اگر نفسانیت شامل ہے تو فسق ہے ورنہ نہیں۔ بہت دفعہ علی مرتضٰی اور فاطمہ زہرا میں خانگی معاملات میں شکررنجی ہوجاتی تھی۔ شہادت عثمان کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے رُخ شریف پر طمانچہ مارا کہ تم نے حفاظت میں سستی کیوں کی۔ ایک بار حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سخت رنجش ہوگئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دور کی (مسلم شریف) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے بہت سخت الفاظ استعمال کئے۔ یہ چیزیں دن رات آپس میں ہوتی رہتی ہیں یہ فسق وگناہ بھی نہیں۔

تیسرے کسی غلط فہمی کی بنا پر اہل بیت سے نااتفاقی ہوجانا یہ نہ فسق ہے نہ گناہ۔ محض ایک غلط فہمی ہے ان حضرات کی یہ تمام جنگیں اس تیسری قسم کی تھیں۔ ان کے سینے کینہ سے پاک تھے جو ہم بہت تفصیل کے ساتھ پہلے باب میں بیان کر چکے۔ لڑتے بھی تھے اور ایک دوسرے کی تعریف وتوصیف بھی کرتے تھے۔ ایک دوسرے کو تحفہ وہدایا بھی دیتے تھے۔

حکایت: استیعاب میں ہے کہ جنگ جمل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ عنہ محمد ابن طلحہ رضی اللہ عنہ کی نعش پر سے گزرے جو حضرت عائشہ کے ساتھ تھے اُنہیں علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ایک سپاہی عمرو ابن جرموز نے قتل کیا تھا۔ ان کی نعش دیکھ کر علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ رونے

لگے اور انا للہ پڑھی اور فرمایا کہ اے محمد ابن طلحہ تم بڑے متقی نمازی راکع ساجد تھے اور اُن کی تلوار دیکھ کر فرمایا کہ قسم خدا کی اس تلوار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت مدد کی ہے۔ پھر فرمایا کہ انہیں کس نے قتل کیا' عمرو ابن جرموز انعام پانے کے لالچ میں سامنے آیا اور فخریہ کہا کہ میں نے قتل کیا اور قتل کی تمام کیفیت بیان کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو دوزخی ہے' میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ محمد ابن طلحہ کا قاتل دوزخی ہے۔ عمرو ابن جرموز غصہ میں بھر گیا اور بولا کہ اے علی تمہارا کیا اعتبار اگر تم سے لڑو تو دوزخی اور تمہاری طرف سے لڑو تو دوزخی' یہ کہہ کر اسی خنجر سے جس سے محمد ابن طلحہ کو شہید کیا تھا اپنے پیٹ میں گھونپ کر خودکشی کر لی یعنی کافر ہو کر خودکشی کی۔ (کتاب الناہیہ ص ۸)

ضروری نوٹ: خیال رہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل بیت اطہار یا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دشمن نہ تھے بلکہ اُن کے مخالف تھے۔ دشمنی اور مخالفت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ دشمن تو اپنے مدمقابل کی جان یا مال یا آبرو یا دین کا ہی سرے سے دشمن ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو فنا کرنا چاہتا ہے مگر مخالف وہ ہے جو کسی مسئلہ میں اختلاف رائے کر بیٹھے اگرچہ یہ اختلاف لڑائی جھگڑے تک پہنچ جائے مگر اس کی بنیاد اسی رائے کا اختلاف ہے' دن رات باپ بیٹے' شوہر بیوی' بھائی بھائی اختلاف رائے کی بنا پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ سلطان غازی محی الدین اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے بھائیوں خصوصاً دارالشکوہ سے بڑی معرکہ کی جنگیں رہی ہیں مگر اس کے باوجود وہ دشمن نہ تھے بھائی تھے۔

انہیں سلطان اورنگزیب نے اختلاف رائے کی بنا پر اپنے والد شاہجہان کو نظر بند کر دیا مگر اس کے باوجود آپس میں دشمن نہ تھے' باپ بیٹے تھے۔ قرآن کریم نے بھی اختلاف اور دشمنی میں فرق فرمایا' لڑنے جھگڑنے والے مسلمانوں کے بارے میں ارشاد ہوا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ. (۴۹-۱۰)

سارے مسلمان آپس میں بھائی ہیں پس صلح کراؤ اپنے بھائیوں میں۔

جانی یا ایمانی دشمنوں کے بارے میں فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ. (۶۴-۱۴)

اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں پس تم ان سے بچو۔

دیکھو وہاں لڑائی بھڑائی کے باوجود اجنبی مسلمانوں کو بھائی بتایا اور یہاں دینی مخالف اولاد اور بیویوں کو دشمن قرار دے کر اُن سے پرہیز کا حکم دیا۔ فرق کرنا بہت ضروری ہے۔

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان پر انتہائی زیادتیاں کیں مگر اس کے باوجود یعقوب علیہ السلام نے یا قرآن کریم نے انہیں یوسف علیہ السلام کے دشمنوں کی صف میں کھڑا نہ کیا۔ یہ حضرات یوسف کی جان یا ایمان کے دشمن نہ تھے بلکہ یعقوب علیہ السلام کے اس طریقہ کے مخالف تھے کہ وہ یوسف علیہ السلام سے زیادہ محبت کرتے تھے اور ہم سے کم۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کریم نے اُن ہی مخالف بھائیوں کو آسمان ہدایت کا تارا فرمایا کہ ارشاد ہوا:

یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ (۱۲-۴)

اے ابا جان میں نے گیارہ تارے اور چاند وسورج کو اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا۔

دیکھو برادران یوسف علیہ اسلام اس انتہائی زیادتیوں اور ظلم کے باوجود تاروں کی شکل میں دکھائے گئے یعنی ہادی اور مہدی حضور فرماتے ہیں میرے صحابہ تارے ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاجاؤ گے۔ اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس قدر مخالفت کے باوجود صحابی رسول اور آسمان ہدایت کے تارے ہیں نیز یعقوب علیہ

السلام نے اس فراق یوسفی کے زمانہ میں ان برادران یوسف علیہ اسلام کو اپنایا۔ یوسف علیہ السلام کا دشمن نہ جانا ورنہ ان کے کفر کا فتویٰ دیتے اور اپنے گھر سے باہر نکال دیتے کیونکہ نبی کی دشمنی کفر ہے اور کافر سے میل جول حرام۔ یوسف علیہ اسلام نے بھی انہیں اپنا دشمن نہ قرار دیا بلکہ اول بار جب یہ حضرات غلہ لینے گئے تو ان کا احترام فرمایا اور عزت سے مہمان بنایا۔ کہیے دشمن نبی تو کافر ہوتا ہے پھر اس کی مہمان نوازی کیسی۔

پھر جب یوسف علیہ اسلام سے معافی مانگی تو یہ الفاظ عرض کئے:

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخَاطِئِيْنَ. (۱۲-۹۱)
بولے خدا کی قسم اللہ نے آپ کو ہم پر بزرگی دی اور ہم خطاوار تھے۔

اس میں ان حضرات نے اپنے کفر وغیرہ کا اقرار نہ کیا بلکہ اپنے کو صرف خطا کار کہا۔ یوسف علیہ اسلام نے اُن کو توبہ کا حکم نہ دیا بلکہ صرف یہ فرمایا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ. (۱۲-۹۲)
آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے۔

اگر کفر ہوتا تو انہیں دوبارہ مسلمان کیا جاتا' نکاح کی تجدید کرائی جاتی۔ حضرت سارا زوج ابراہیم علیہ اسلام نے حضرت ہاجرہ اور اُن کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے دانہ پانی بے سایہ والے جنگل میں ڈلوا دیا مگر اس جوش مخالفت سے جناب سارہ کو نہ کافر قرار دیا نہ فاسق۔ کہ یہ سب اختلاف کی بنا پر ہوا بلکہ وہ انبیاء بنی اسرائیل کی والدہ محترمہ ہیں۔ یہی معاملہ یہاں ہوا کہ جن بزرگوں نے حضرت علی کی مخالفت پر ندامت کی جیسے حضرت عائشہ صدیقہ ان کے ساتھ علی مرتضیٰ نے وہ برتاؤ کیا جو پیارا پیارے سے کرتا ہے جو ان کی مخالفت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ جیسے حضرت محمد ابن طلحہ' زبیر' طلحہ اُن کے جنتی ہونے کی علی مرتضیٰ نے خبر دی اور جو آخر تک آپ سے لڑتے رہے' جیسے امیر معاویہ وغیرہ اُن کو فرمایا کہ ہمارے بھائی

ہیں۔ ہم سے باغی ہو گئے' اُن کے مال نہ لوٹے' انہیں قید نہ کیا ان پر دشمنوں کے احکام جاری نہ فرمائے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وجہ مخالفت

یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ آخر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کیا اختلاف ہوا اور کیوں ہوا۔ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا مصریوں نے محاصرہ کیا۔ تین دن یا زیادہ تک پانی نہ پہنچنے دیا اور پھر گھر میں داخل ہو کر محمد ابن ابوبکر الصدیق اور تیرہ دیگر آدمیوں نے انہیں نہایت بے دردی سے شہید کیا۔ آپ کی شہادت کے بعد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مہاجرین وانصار کے اتفاق رائے سے خلیفہ برحق مقرر ہوئے لیکن چند وجوہات کی بنا پر قاتلین عثمان غنی سے قصاص نہ لیا جاسکا۔ یہ خبریں شام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچیں۔ انہوں نے پیغام بھیجا کہ خلیفۃ المسلمین کا خاص مدینہ شریف میں شہید کر دیا جانا بہت ہی اہم معاملہ ہے۔ از راہ کرم سب سے پہلے قاتلین پر قصاص جاری کیا جائے لیکن کچھ مجبوریوں کی بنا پر قصاص نہ لیا جاسکا۔ ادھر امیر معاویہ کے دل میں یہ بات ذہن نشین کرائی گئی کہ علی مرتضیٰ معاذ اللہ دیدہ دانستہ قصاص لینے میں کوتاہی فرما رہے ہیں اور اس قتل میں نعوذ باللہ منہ اُن کا ہاتھ ہے بلکہ خود ان کے قاتلین کو پولیس یا فوج میں بھرتی کر لیا گیا ہے غرض کہ بیچ کے بعض مفسدوں نے امیر معاویہ کے دل میں یہ بات جانشین کر دی کہ علی مرتضیٰ دیدہ دانستہ قصاص جاری کرنے میں چشم پوشی فرما رہے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے برابر قصاص کا مطالبہ رہا۔ ابھی تک نہ آپ کی خلافت کا انکار تھا نہ اپنی حکومت علیحدہ کرنے کا خیال صرف خون عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ تھا۔

آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ امیر معاویہ کے دل میں یہ بات جاگزیں ہو گئی کہ علی مرتضیٰ خلافت کے لائق نہیں اور وہ خلافت کی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتے کیونکہ اتنے بڑے اہم خون کا قصاص نہ لیا جاسکا تو دیگر انتظامی امور کیا

ادا ہوسکیں گے' اختلاف کی اصل بنیاد یہ تھی۔ باقی سارے اختلافات اسی جڑ کی شاخیں تھیں دیگر تمام حضرات کی وجہ مخالفت بھی یہ ہی قتل عثمانی تھا۔ اب صحابہ کرام کی تین جماعتیں ہوگئیں۔ ایک وہ جو غیر جانبدار رہے' کسی طرف جنگ میں شریک نہ ہوئے۔ جیسے عبداللہ ابن عباس' عبداللہ ابن عمر' عبداللہ ابن سلام وغیرہ۔ بعض وہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف رہے' جیسے حضرت عائشہ' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت محمد ابن طلحہ' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعض وہ جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے معاون ہوئے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تمام حق پرست ساتھی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

خیال تو کرو کہ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف اور حضرت عائشہ صدیقہ کے حقیقی بھائی حضرت عبدالرحمٰن حضرت علی کی فوج کے سپاہی تھے۔ خود حضرت علی کے بھائی عقیل اس جنگ کے زمانہ میں غیر جانبدار رہے اور حضرت علی کی اجازت سے امیر معاویہ کے گھر مہمان بن کر رہے جس کے حوالے پہلے گزر چکے۔

اعتراض ۵: امیر معاویہ کو حضرت عثمان کے قصاص کے مطالبہ کا کیا حق تھا' خون کا بدلہ ہر شخص تو نہیں مانگتا۔ صرف مقتول کے ولی کو حق ہے۔

جواب: عثمان غنی خلیفۃ المسلمین تھے اور خلیفہ عام رعایا کا ولی ہوتا ہے۔ بادشاہ اسلام کے خون کے قصاص کا مطالبہ ہر مسلمان کرسکتا ہے ورنہ پھر کسی بادشاہ کی جان بلکہ کسی حاکم کا خون بھی محفوظ نہ ہوگا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نسبی لحاظ سے بھی ولی تھے کیونکہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب ترین رشتہ دار تھے اس لیے کہ اُمیہ ابن عبد شمس میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملتے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب یہ ہے۔

عثمان ابن عفان' ابن ابی العاص ابن اُمیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اُمیہ میں مل جاتے ہیں۔

نیز حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے

امیر المومنین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قصاص عثمان کے مطالبہ کا حق ہے کیونکہ وہ اُن کے ولی ہیں اور آپ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اگر آپ نے قصاص نہ لیا تو تمام ملک کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مالک ہو جائیں گے۔

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا.(۱۷-۳۳)	اور جو ناحق مارا جائے تو بیشک ہم نے اُس کے وارث کو قابو دیا ہے تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے۔ ضرور اس کی مدد ہوگی۔

دیکھو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس مطالبہ کی حمایت کی اور اس آیت سے استدلال فرمایا۔ (کتاب تطہیر الجنان' ص ۱۱۱)

اعتراض ۶ : امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تین قصور کئے' ایک یہ کہ خلیفہ کا انتخاب رائے عامہ سے ہونا چاہیے۔ انہوں نے خود کیوں اُسے خلیفہ بنا دیا۔ دوسرے یہ کہ اپنے بیٹے کو اپنا جانشین کرنا اسلامی قانون کے خلاف ہے۔ تیسرے فاسق و فاجر کمینہ بیٹے کے ہاتھ میں حکومت کی ڈور دے دینا بڑا جرم ہے۔ کربلا کے تمام مظالم کی ذمہ داری امیر معاویہ پر ہے۔ جب فاسق و فاجر کو نماز کا امام نہیں بنا سکتے تو اسے امام المسلمین بنانا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

ضروری نوٹ : تعجب ہے کہ یہ اعتراض وہ شیعہ بھی کرتے ہیں جن کے نزدیک خلافت الٰہیہ موروثی جائیداد کی طرح صرف علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے بارہ افراد میں بطور میراث محدود ہے اور لطف یہ کہ اس موروثیت پر نہ کوئی قرآنی آیت گواہ نہ کوئی حدیث صرف اپنی ذاتی رائے ہے جب ان کی ذاتی رائے سے خلافت الٰہیہ موروثی جائیداد بن سکتی ہے تو امیر معاویہ بھی اپنا ولی عہد اپنے بیٹے کو کر سکتے ہیں۔

جواب : یہ تینوں اعتراضات مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہیں۔ پہلے خلیفہ کا دوسرے کو اپنی زندگی میں خلیفہ کرنا درست ہے' خلافت کے چند طریق ہیں۔ رائے

[1] عامہ سے خلیفہ بنتا ہے جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت۔ پہلے[2] خلیفہ کے انتخاب سے جیسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود اپنی حیات شریف میں آپ کو خلیفہ بنا گئے۔ خاص[3] اہل حل وعقد کے انتخاب سے جیسے خلافت عثمانی ومرتضوی اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس انتخاب کی وجہ سے قصوروار ہیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بھی یہ ہی اعتراض ہوگا۔

اپنے بیٹے کو اپنا جانشین کرنا کسی آیت یا حدیث کی رُو سے ممنوع نہیں اگر ممنوع ہے تو وہ آیت یا حدیث پیش کرو۔ آج عام طور پر صوفیاء مشائخ سلاطین اپنی اولاد کو گدی نشین اپنا جانشین بنا جاتے ہیں کیا ان مشائخ صوفیاء کرام کو فاسق وفاجر کہو گے غرضکہ اپنی اولاد کو اپنا جانشین کرنا کسی آیت وحدیث کی رُو سے جرم نہیں۔ اس سے پہلے امام حسن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بن چکے تھے۔ بیٹے کا خلیفہ بننا حضرت حسن سے شروع ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ مولیٰ میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے۔

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ○ هٰرُوْنَ اَخِي ○ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ. (۲۰-۲۹تا۳۲)

اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کردے۔ یعنی میرے بھائی ہارون کو اُن سے میری کمر مضبوط کر اور انہیں میرے کام میں شریک فرمادے۔

آپ کی یہ دُعا قبول فرمائی گئی رب نے آپ پر ناراضی نہ فرمائی کہ تم اپنوں کے لیے کوشش کیوں کرتے ہو۔

ذکریا علیہ اسلام نے رب العالمین سے فرزند مانگا اور دُعا کی کہ وہ میرا بیٹا میرا جانشین ہو۔ یہ دعا قبول ہوئی رب فرماتا ہے۔

فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ. (۱۹-۶)

پس مجھے اپنی طرف سے ایک وارث دے جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔

غرض کہ اپنے فرزند اپنے بھائی اپنے اہل قرابت کو اپنا نائب کرنا نہ حرام ہے نہ مکروہ بلکہ اس کی کوشش کرنا اس کی دعا کرنا انبیاء سے ثابت ہے۔

کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حیات میں یزید فاسق و فاجر تھا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُس کو فاسق و فاجر جانتے ہوئے اپنا جانشین کیا۔ یزید کا فسق و فجور امیر معاویہ کے بعد ظاہر ہوا۔ آئندہ کا فسق فی الحال فاسق نہ بنائے گا۔

دیکھو رب تعالیٰ نے شیطان کو اُس کا کفر ظاہر ہونے کے بعد جنت اور جماعت ملائکہ سے نکالا اس سے پہلے اسے ہر جگہ رہنے کی اجازت دی گئی اُس کی عظمت و حرمت فرمائی گئی جب شیطان کفر و عناد کے ظاہر ہونے سے پہلے کافر قرار نہ دیا گیا تو یزید فسق و فجور کے ظہور سے پہلے کیسے فاسق و فاجر کے زمرہ میں آ سکتا ہے اور امیر معاویہ کیسے موردِ الزام بن سکتے ہیں۔

اور اگر کوئی روایت ایسی مل بھی جاوے جس سے معلوم ہو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے فسق و فجور سے خبردار ہوتے ہوئے اُسے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تو وہ روایت جھوٹی ہے اور راوی شیعہ ہے یا کوئی دشمن اصحاب جو روایت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی کا فسق ثابت کرے وہ مردود ہے کیونکہ قرآن کے خلاف ہے تمام صحابہ بحکم قرآنی متقی ہیں۔

یہ تمام گفتگو اُس صورت میں ہے کہ ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کو خلیفہ بنانا مان لیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تاریخی روایات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے یزید کے لیے لوگوں سے بیعت لینے کی کوشش کی خبر نہیں کہ یہ روایات بھی کہاں تک درست ہیں اگر یزید باقاعدہ خلیفہ پہلے ہی بن چکا ہوتا تو امیر معاویہ کی

وفات کے بعد اپنی بیعت کے لیے کیوں کوشش کرتا اور پھر بیعت کے جھگڑے اب کیوں پیدا ہوتے لہٰذا یہ اعتراض اصل سے ہی غلط ہے۔

ضروری نوٹ : امیر معاویہ ؓ اور امام حسن ؓ کی صلح کے موقع پر امیر معاویہ نے امام حسن کی خدمت میں سادہ کاغذ بھیج دیا تھا کہ آپ جو شرط چاہیں لکھ لیں مجھے منظور ہے (کتب السیر۔ صواعق محرقہ۔ کتاب الناہیہ) شرائط صلح میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ امیر معاویہ ؓ کے بعد امام حسن ؓ خلیفہ ہوں گے جسے امیر معاویہ ؓ نے قبول کرلیا تھا (کتاب الناہیہ وصواعق) بخاری شریف میں بروایت حسن بصری ہے کہ امام حسن بیشمار لشکر لے کر امیر معاویہ ؓ کے مقابلہ میں آئے۔ امیر معاویہ ؓ نے عمرو ابن عاص سے کہا کہ ان دونوں لشکروں میں سے جو بھی جسے قتل کرے مسلمان ہی شہید ہوں گے۔ اُن کی بیوی بچے ہم کو ہی سنبھالنے پڑیں گے۔ کوئی صورت ہو کہ صلح ہو جائے۔ چنانچہ امیر معاویہ ؓ نے عبدالرحمٰن ابن سمرہ اور عبدالرحمٰن ابن عامر قرشی کو صلح کے لیے بھیجا انہیں اپنا مختار عام کردیا۔ امام حسن نے جو بھی شرط پیش کی ان دونوں بزرگوں نے کہا ہم کو منظور ہے آخر صلح ہوگئی۔ یہ صلح ماہ ربیع الاول ۴۱ھ میں ہوئی۔ اس صلح کے بعد امام حسن کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی نے امام حسن سے کہا کہ اے مسلمان کو ذلیل کرنے والے۔ امام حسن نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے والا نہیں بلکہ اُن کی عزت وجان ومال محفوظ کرنے والا ہوں میں نے اپنے والد علی مرتضیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امیر معاویہ ؓ کی امارت کو برا نہ سمجھو کیونکہ میرے بعد امیر معاویہ ؓ مستقل امیر ہو جائیں گے اور امیر معاویہ کے بعد ایسے فتنہ ہوں گے کہ تم سروں کو نیزوں پر دیکھو گے۔ (کتاب الناہیہ) پھر آپ کوفہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں ہی آخری دم تک مقیم رہے (صواعق) اس سے حضرت علی ؓ کا کمال علم معلوم ہوا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہو کر رہا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت امام حسن زندہ ہوتے تو وہ ہی خلیفہ مستقل ہوتے نیز اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید کا ہی خلیفہ بنانا مقصود تھا تو یہ شرط ہرگز قبول نہ فرماتے اور اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل بیت کے دشمن ہوتے تو امام حسن کی خلافت پر اپنے بعد کبھی راضی نہ ہوتے۔ علامہ ابو اسحاق نے اپنی کتاب نور العین فی مسجد الحسین میں مبادیات شہادت میں لکھا کہ امیر معاویہ نے امام حسین کو حاکم مدینہ مقرر فرمایا پھر آپ کو تمام شاہی خزانہ کا مہتمم و مالک بنادیا۔ بلکہ کچھ عرصہ بعد امیر معاویہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ کو اپنے ہمراہ دمشق لے گئے مع تمام اولاد کے اور وہاں آپ کو ہی سلطنت کا مختار عام بنایا۔

اسی کتاب نور العین فی مشہد الحسین میں امیر معاویہ کی وصیتیں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیں جن میں سے کچھ کا ترجمہ ہم پیش کرتے ہیں۔

جب امیر معاویہ کا وقت وفات قریب آیا تو یزید نے پوچھا کہ ابا جان! آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا تو آپ نے کہا کہ خلیفہ تو تو ہی بنے گا مگر جو کچھ میں کہتا ہوں اسے غور سے سن۔ کوئی کام امام حسن کے مشورہ کے بغیر نہ کرنا (یعنی وہ تیرے وزیر اعظم ہیں)۔ انہیں کھلائے بغیر نہ کھانا' انہیں پلائے بغیر نہ پینا' سب سے پہلے ان پر خرچ کرنا پھر کسی اور پر پہلے انہیں پہنانا پھر خود پہننا۔ میں تجھے امام حسین اُن کے گھر والوں' اُن کے کنبے بلکہ سارے بنی ہاشم کے لیے اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

اے بیٹے! خلافت میں ہمارا حق نہیں وہ امام حسین' اُن کے والد اور اُن کے اہل بیت کا حق ہے تو چند روز خلیفہ رہنا پھر جب امام حسین پورے کمال کو پہنچ جائیں تو پھر وہ ہی خلیفہ ہوں گے۔ یا جسے وہ چاہیں تاکہ خلافت اپنی جگہ پہنچ جائے۔ ہم سب امام حسین اور اُن کے نانا کے غلام ہیں انہیں ناراض نہ کرنا ورنہ تجھ پر اللہ و رسول ناراض ہوں گے اور پھر تیری شفاعت کون کرے گا۔

یہ وصیت نامہ بہت دراز ہے۔ اب غور کیجیے کہ دیگر تواریخ کیا کہہ رہی ہیں اور یہ تاریخ کیا بتارہی ہے۔

اعتراض ۷: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن کو زہر دلوایا جس سے آپ کی شہادت ہوئی یہ کام بھی یزید کی خلافت کے لیے کیا گیا۔

جواب: جی ہاں! آپ کو بذریعہ وحی یہ غیب کا علم ہو گیا ہو گا وہ بھی چودہ سو برس کے بعد یا آپ عالم غیب سے دیکھ رہے ہوں گے خود اُس زمانہ میں تو امام حسین رضی اللہ عنہ تک کو زہر دینے والے کا پتہ نہ لگ سکا اس لیے آپ کسی کو سزا نہ دے سکے بلکہ جب امام حسین نے امام حسن سے دریافت فرمایا تو امام حسن نے جواب دیا کہ جس کے متعلق میرا خیال ہے اگر اس نے مجھے زہر دیا ہے تو اللہ اس کو سزا دے گا اور اگر وہ نہیں ہے تو تم کیوں کسی کو بے قصور سزا دو۔ اب کہیے آپ کو کونسا الہام ہو گیا اسی کا نام بدگمانی ہے جو سخت جرم ہے۔ رب فرماتا ہے: اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ جب مسلمان پر بدگمانی گناہ ہے تو صحابی رسول پر بدگمانی بدترین گناہ۔

اعتراض ۸: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے بھی تھے اور لوگوں سے گالیاں دلواتے بھی تھے۔ چنانچہ مسلم شریف میں حضرت سعد ابن ابی وقاص سے روایت ہے کہ مجھ سے امیر معاویہ نے ایک دفعہ کہا مَامَنَعَکَ اَنْ تسب ابا تراب۔ تم علی کو گالی کیوں نہیں دیتے۔ حضرت سعد نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی کے متعلق تین باتیں سنی ہیں کبھی انہیں گالی نہ دوں گا۔ ایک یہ کہ حضور نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے لیے حضرت ہارون' دوسرے یہ کہ حضور نے خیبر کے دن فرمایا کہ میں اسے جھنڈا دوں گا جو اللہ رسول کو پیارا ہے اور اللہ رسول اسے پیارے ہیں۔ تیسرے یہ کہ جب مباہلہ کی آیت اتری تو حضور' علی' فاطمہ' حسن و حسین کو اپنے ہمراہ لے گئے۔

اور ظاہر ہے کہ اہل بیت کو گالیاں دینا بھی فسق ہے اور گالی دلوانا بھی فسق

لہٰذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فاسق ہیں۔

جواب: آپ نے حدیث کو صحیح سمجھا نہیں، عربی زبان میں "سَبّ" صرف گالی کو نہیں کہتے بلکہ برا کہنے کو بھی "سَبّ" کہتے ہیں۔ رب فرماتا ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ فَیَسُبُّوا اللهَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ . (۶-۱۰۹)

تم اُنہیں برا نہ کہو جن کی یہ مشرکین خدا کے سوا پوجا کرتے ہیں ورنہ یہ خدا کو بے علم برا کہیں گے۔

یہاں "سَبّ" معنی گالیاں نہیں کیونکہ صحابہ کرام فحش گالی نہیں دیا کرتے تھے بہت بڑے مہذب بزرگ تھے یہاں "سَبّ" کے معنی برا کہنا ہے سرکار فرماتے ہیں:

فَاَیُّ مُسْلِمٍ لَعَنْتُهٗ اَوْ سَبَبْتُهٗ فَاجْعَلْ لَهٗ زَکٰوۃً وَّرَحْمَةً.

پس جس مسلمان کو میں لعنت کروں یا برا کہوں تو اس کے لیے پاکی اور رحمت بنادے۔

یہاں "سَبّ" کے معنی گالی دینا نہیں کیونکہ آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر کبھی گالی نہ آئی نہ آسکتی تھی۔ امیر معاویہ نے حضرت سعد کو سیدنا علی کو گالی دینے کا حکم نہ دیا بلکہ وجہ پوچھی کہ تم علی مرتضٰی کی کوئی غلطی یا خطا کیوں نہیں بیان کرتے اور منشا یہ تھا کہ حضرت سعد حضرت علی کے فضائل بیان کریں اور حضرت علی کو برا کہنے والے لوگ سنیں اور آئندہ اس برا کہنے سے باز رہیں، اسی لیے حضرت سعد نے جب حضرت علی کے فضائل بیان کئے تو امیر معاویہ خاموش رہے۔ اگر برا کہلوانا مقصود ہوتا تو کچھ عیوب سچے جھوٹے بنا کر آپ ہی بیان کر دیتے مگر ایسا نہ کیا۔ صحابہ کرام کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہیے اور اس قسم کی روایات میں تاویل کرنا چاہیے اگر آیات واحادیث کے ظاہری معنی ہر جگہ کیے جائیں تو ہزار ہا اعتراضات خود اللہ تعالیٰ پر اور تمام پیغمبروں پر ایسے وارد ہوں گے کہ مسلمان کے ایمان کا ہی خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب قہر کبریا بر منکرین عصمت انبیاء میں

دیکھو۔

اعتراض ۹: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے بددعا دی۔ چنانچہ مسلم شریف میں عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک بار مجھے حضور نے حکم دیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ میں بلانے گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے' میں نے آ کر یہ عرض کر دیا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ معاویہ کو بلاؤ جب میں گیا تو وہ کھانا ہی کھا رہے تھے' میں نے عرض کیا حضور وہ کھانا کھا رہے ہیں تو فرمایا: لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے اور حضور کی دعا بھی قبول ہے اور بددعا بھی امیر معاویہ کو حضور کی بددعا لگی ہے۔

جواب: معترض نے اس حدیث کے سمجھنے میں غلطی کی کم از کم یہ ہی سمجھ لیا ہوتا کہ جو اخلاق مجسم صلی اللہ علیہ وسلم گالیاں دینے والوں' پتھر مارنے والوں کو بھی بددعا نہیں دیتے وہ محبوب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر امیر معاویہ کو بلاقصور کیوں بددعا دیتے۔ کھانا دیر تک کھانا نہ شرعی جرم ہے نہ قانونی پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا بھی نہیں کہ آپ کو سرکار بلا رہے ہیں۔ صرف دیکھ کر خاموش واپس آئے اور حضور سے واقعہ عرض کر دیا۔ پھر امیر معاویہ کا یہ قصور نہ خطا اور حضور یہ بددعا دیں یہ ناممکن ہے۔ اتنا غور کر لینے سے ہی اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

اب اپنے اعتراض کا جواب سنو محاورۂ عرب میں اس قسم کے الفاظ پیار و محبت کے موقع پر بھی بولے جاتے ہیں۔ ان سے بددعا مقصود نہیں ہوتی۔ رب کریم فرماتا ہے:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا. (۷۲-۳۳)	ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور اُسے انسان نے اٹھا لیا' بیشک انسان ظالم و جاہل ہے۔

کہیے انسان نے امانت الٰہیہ کا وہ بوجھ اٹھایا جسے آسمان و زمین اور پہاڑ نہ اٹھا سکے اور رب نے انسان کو ظالم و جاہل کا خطاب دیا۔ معلوم ہوا کہ یہاں یہ کلمات غضب کے لیے نہیں بلکہ کرم کے لیے ارشاد ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر کو ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: عَلٰی رَغم انف ابی ذَرَّ ابوذر کی خاک آلود ہو جائے۔ کسی سے سرکار نے فرمایا۔ ثکلتک امک تجھے میری ماں رو دے۔ کسی کے لیے فرمایا قاتلہ اللہ اسے خدا غارت کرے۔ اپنی ایک زوجہ مطہرہ کے متعلق جب حج میں پتہ لگا کہ انہیں ماہواری آ گئی ہے وہ طواف وداع نہیں کر سکتیں تو فرمایا۔ عقری. حلقی منڈی' باندھ وغیرہ ان سب موقع پر اظہار پیار ہے نہ کہ بددعا۔ جیسے ہماری اُردو میں بھی بچوں کو پیار میں کہہ دیتے ہیں ارے پاگل' ارے تو مر جائے' اے تجھے موت کو دے دوں۔ پنجاب میں بچوں سے پیار میں کہتے ہیں۔ ''اے دُڑ جانیے' اے اُوڑ پڑ جانیے'' ایسے ہی ہے۔

اور اگر مان بھی لیا جائے کہ حضور نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بددعا ہی دی تو بھی یہ بددعا امیر معایہ کے لیے دعا بن کر لگی۔ اسی دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے امیر معاویہ کو اتنا بھرا اور اتنا مال دیا کہ انہوں نے سینکڑوں کا پیٹ بھر دیا۔ ایک ایک شخص کو بات بات پر لاکھوں روپیہ انعام دیئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے عہد لے لیا تھا کہ مولیٰ اگر میں کسی مسلمان کو بلاوجہ لعنت یا بددعا کر دوں تو اسے رحمت' اجر اور پاکی کا ذریعہ بنا دینا۔ یہ حدیث مسلم شریف نے حضرت عائشہ صدیقہ' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کتاب الدعوات میں حدیث ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے مولیٰ جس کسی کو برا کہہ دوں تو قیامت میں اُس کے لیے اس بددعا کو قرب کا ذریعہ بنا۔

اعتراض ۱۰: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید میں کیا فرق ہے جو یزید نے کیا۔ وہ امیر معاویہ نے کیا۔ گھر ایک خاندان ایک' کام ایک۔ ایک نے بھی اہل بیت کو ستایا اور

امیر معاویہ نے بھی تم یزید کو مردود اور پلید کہتے ہو امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ یا تو یزید کی بھی تعظیم کرو یا امیر معاویہ کی بھی مخالفت۔

جواب: یہ فرق تو امام الشہداء شہید کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھو کہ اُس جناب نے امیر معاویہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح پر کوئی اعتراض نہ کیا لیکن یزید کے مقابلہ میں سر دے دیا' ہاتھ نہ دیا حالانکہ امیر معاویہ کے مقابلہ کے موقع پر بہت بڑا لشکر جرار آپ کے ہمراہ تھا اور یزید کے مقابلہ کے موقع پر مسافرت بے کسی' بے یاری تھی اتنی مجبوریوں کے باوجود اس مردود سے صلح نہ فرمائی' اسی فرق کے ہم قائل ہیں اور اگر ہم سے ہی پوچھنا ہے تو سنو:

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ یزید پلید صرف اپنی حکومت اور تخت وتاج کی خاطر ہوائے نفس کے لیے اہل بیت اطہار کے مقابل آیا۔ شرعی قانون کے لحاظ سے اسے خلیفہ بنانا جائز نہ تھا کیونکہ فاسق وفاجر تھا اور امیر معاویہ کی یہ مخالفت ایک شرعی مسئلہ کے متعلق غلط فہمی کی بنا پر تھی اور آپ شرعی حیثیت سے مسلمانوں کے امیر بن سکتے تھے کیونکہ وہ صحابی رسول متقی' عادل' ثقہ تھے۔ یزید کے مقابلہ میں امام کو شرعی مجبوری تھی یہاں نہ تھی' لہٰذا فرق ظاہر ہے۔

جیسے برادران یوسف علیہ اسلام اور قابیل کہ ان دونوں نے اپنے بھائی کو ستایا۔ والد کو دکھ پہنچایا مگر برادران یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کا قرب حاصل کرنے کے لیے کہ جب یوسف علیہ السلام یہاں نہ رہیں گے تو پھر آپ لامحالہ ہم سے محبت فرمائیں گے اور قابیل نے خواہش نفسانی کے ماتحت۔ اقلیما لڑکی حاصل کرنے کے لیے کام قریباً یکساں تھے مگر نیت وارادے میں فرق ہونے کی وجہ سے برادران یوسف علیہ السلام محبوب رہے اور قابیل مردود۔ مصرع

گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

اعتراض ۱۱: ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی رسول نہیں مانتے کیونکہ صحابی میں شرط یہ

ہے کہ وہ آخری دم تک ایمان پر قائم رہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مرتد ہو گئے تھے۔ (نعوذ باللہ) کیونکہ اہل بیت کی توہین وعداوت کفر ہے لہٰذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی نہیں ورنہ اُن پر صحابہ کرام کے فضائل کی آیات واحادیث چسپاں ہوسکتی ہیں اور نہ انہیں متقی، عادل، ثقہ وغیرہ کہا جاسکتا ہے کیونکہ یہ تمام صفات صحابیت پر موقوف تھے۔

جواب: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان کے انکار سے تم اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے کیونکہ اب سوال یہ ہوگا کہ شریعت میں مرتد کا حکم قتل ہے اگر مرتد کو قوت حاصل ہے تو اُس کا حکم جنگ ہے یہاں تک کہ یا وہ مارے جائیں یا اسلام لے آئیں، مرتد کا مال غنیمت ہوگا، مرتد کے قیدی لونڈی غلام بنائے جائیں گے، مرتد سے جزیہ نہ لیا جائے گا، مرتد سے صلح ہو نہیں سکتی، مرتد کے ہاتھ پر بیعت نہیں ہوسکتی۔

مسیلمہ کذاب مرتد نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اگر آپ اپنے بعد مجھے اپنا خلیفہ بنا دیں تو میں دعویٰ نبوت چھوڑ دوں۔ سرکار نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ تر مسواک بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں گا۔ خلافت کیسی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ پر بلا دغدغہ لشکر کشی فرمائی، جب وہ بغیر لڑے بھڑے فوراً تائب ہوئے تب چھوڑا۔ پھر انہیں خلیفۃ المسلمین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب مرتد پر حملہ کیا۔ بڑے معرکہ کا رن پڑا، بہت مسلمان شہید ہوئے اور آخرکار مسیلمہ جہنم میں پہنچا۔ مسیلمہ کا مال غنیمت میں تقسیم ہوا اور اُن کے قیدی لونڈی غلام بنائے گئے چنانچہ خولہ بنت جعفر حنفیہ جو اسی جنگ میں گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ علی مرتضیٰ کو لونڈی بنا کر دی گئیں جن کے بطن سے محمد ابن حنفیہ پیدا ہوئے۔ ابوبکر صدیق نے اُن مرتدین سے صلح فرمانے کا خیال بھی نہ فرمایا۔ قرآن کریم نے اسی جنگ صدیقی کی پیش گوئی اس طرح فرمائی تھی۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ	فرما دیجیے پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے
سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ	کہ عنقریب تم سخت جنگجو قوم کی طرف

شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْيُسْلِمُوْنَ. فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا. (۴۸-۱۶)	بلائے جاؤ گے کہ اُن سے جنگ کرو یا وہ اسلام لے آئیں پس اگر تم نے اطاعت کی تو تم کو اللہ اچھا ثواب دیگا اور اگر تم نے ایسے ہی روگردانی کی جیسی اس سے پہلے کی تھی تو تم کو دردناک عذاب دے گا۔

اِس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ خلافت صدیقی برحق ہے اور اس دورِ خلافت میں ان مرتدین سے یہ جنگ برحق ہے' دوسرے یہ کہ مرتد سے جزیہ لینا۔ صلح کرنا وغیرہ ناممکن ہے صرف جنگ یا اسلام۔ تیسرے یہ کہ ابوبکر صدیق کی اطاعت فرض ہے اوران سے روگردانی کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے۔

خیال رہے کہ یہ آیت فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی جبکہ خیبر بھی فتح ہو چکا تھا۔ اِس آیت کے نزول کے بعد حضور نے صرف جنگ حنین کی مگر اس میں مخالفین کو شرکت کی دعوت نہیں دی گئی لہٰذا اِس آیت میں جنگ یمامہ ہی مراد ہے جو صدیق اکبر کے زمانہ میں واقع ہوئی اور وہ لوگ مرتدین تھے اس لیے حکم ہوا تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ اُن سے یہاں تک جنگ کرو کہ وہ دوبارہ اسلام قبول کر لیں۔ نہ صلح کا ذکر نہ جزیہ کا بہر حال مرتدین کا حکم صرف قتال یا اسلام ہے۔

امیر معاویہ ﷺ کے مقابلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جنگ کی مگر اُن کے مال پر قبضہ نہ کیا' اُن کو قیدی نہ بنایا بلکہ حکم دیا تھا کہ امیر معاویہ کا کوئی سپاہی بھاگ جائے تو اس کا پیچھا نہ کرو' اُن کے مال پر قبضہ نہ کیا۔ اُن کے سپاہیوں کو غلام یا قیدی نہ بنایا' ان کے ساتھ خوارج یا کفار کا سا سلوک نہ کیا۔ امام حسن ﷺ نے پھر اس پر صلح فرمائی کہ خلافت سے بالکل ہی دست بردار ہو گئے اور تمام ممالک اسلامیہ کے امیر معاویہ ﷺ واحد خلیفہ ہو گئے۔ امام حسن ﷺ، امام حسین ﷺ، تمام اہل بیت اطہار ازواجِ مطہرات' تمام صحابہ کرام نے امیر معاویہ ﷺ کی بیعت قبول کر لی۔

کہو کیا ان حضرات کو قرآن کے اس حکم کا انکار تھا' کیا ان بزرگوں کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ مسیلمہ کذاب سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا برتاؤ مسیلمہ والوں سے موجود نہ تھا۔ بتاؤ پھر قرآن کے انکار اور حضور ﷺ کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جنگ صفین وغیرہ بغاوت کی جنگ تھی' ارتداد کی جنگ نہ تھی۔ ذرا ہوش کرو امیر معاویہ کی دشمنی میں اہل بیت سے دشمنی نہ کرو' اپنا ایمان سنبھالو۔

اعتراض ۱۲: بعض محدثین نے کہا کہ حدیث میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی فضیلت ثابت نہیں چنانچہ علامہ مجد شیرازی نے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کی تصریح کی ہے۔ امام بخاری نے دیگر صحابہ کرام کے متعلق فرمایا۔ مناقب فلاں یا فضل فلاں مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا ذکر معاویہ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی فضیلت ثابت نہیں۔

جواب: ہم پہلے باب میں امیر معاویہ کے فضائل کی احادیث ترمذی شریف مسند امام احمد ابن حنبل وغیرہ معتبر کتب احادیث سے بیان کر چکے ہیں۔ ممکن ہے شیخ مجد یا حضرت شیخ محدث دہلوی قدس سرہ کو یہ روایات نہ ملی ہوں کسی محدث کا حدیث سے بے خبر رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حدیث موجود ہی نہ ہو۔

امام بخاری نے سیدنا اسامہ ابن زید' عبداللہ ابن سلام' جبیر ابن مطعم وغیرہ جلیلۃ الشان صحابہ کے مناقب کے باب باندھے تو یہ ہی فرمایا باب ذکر فلاں یہ عبارت کا تفنن ہے کہ کہیں فضائل فرمادیا اور کہیں ذکر فرمایا نیز ذکر سے مراد ذکر بالخیر ہے۔ ذکر بالخیر بھی فضیلت ہی ہوتی ہے۔

اعتراض ۱۳: حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ عمار کو جماعت باغیہ قتل کرے گی۔ عمار انہیں جنت کی طرف بلاتے ہوں گے مگر وہ جماعت عمار کو دوزخ کی طرف بلائے گی۔ اس جنگ صفین میں حضرت عمار علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے اور لشکر امیر

معاویہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ معلوم ہوا کہ حضرت علی اور ان کے ہمراہی جنتی ہیں اور امیر معاویہ اور اُن کے ہمراہی دوزخی۔

جواب: واقعی امیر معاویہ اور ان کے تمام ساتھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں باغی تھے۔ حضرت علی امام برحق خلیفہ مطلق تھے' ہر سنی کا یہ ہی عقیدہ ہے جو شخص غلطی میں مبتلا ہو کر امام برحق کا مقابلہ کرے وہ باغی ہے۔ انشاء اللہ اُس کی معافی ہو جائے گی لیکن جو امام برحق کی حقانیت جانتا ہو پھر امام برحق کے مقابل آ جائے یا مقابلین کے ساتھ مل جائے وہ خارجی ہے اور خارجی دوزخی۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقانیت پر یقین تھا۔ اب اگر وہ اس یقین کے باوجود امیر معاویہ کے ساتھ ہوتے تو وہ باغی نہ ہوتے بلکہ خارجی ہوتے اور خارجی جہنمی ہیں۔ ورنہ بتاؤ کہ حضرت طلحہ' حضرت زبیر' محمد ابن طلحہ جو تمام مبشرین میں داخل ہیں یقیناً جنتی ہیں مگر وہ حضرات بھی امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوئے اور شہید ہوئے۔

اگر حنفی ہوتے ہوئے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھے تو اُس کی نماز لوٹانے کے قابل ہے اور اگر شافعی یہ ہی کرے تو اس کی نماز درست ہے۔ فرق یہ ہے کہ حنفی نے سورۂ فاتحہ پڑھی اسے ناجائز سمجھتے ہوئے لہٰذا مجرم ہوا۔ شافعی نے سورۂ فاتحہ پڑھی اُسے واجب سمجھتے ہوئے لہٰذا اس کی نماز درست ہوئی۔ تمام اجتہادی مسائل کا یہی حکم ہے جیسے جنگل میں سمت قبلہ معلوم نہ ہو وہ غور وخوض کر کے اپنی رائے پر عمل کر کے نماز پڑھے' اُس کی نماز درست ہے اگرچہ غیر قبلہ کی طرف پڑھی ہو لیکن جو اپنی رائے کے خلاف نماز پڑھے اس کی نماز فاسد ہے اگرچہ صحیح قبلہ کی طرف ہی پڑھی ہو۔

اعتراض ۱۴: ایک دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے کندھے پر یزید مردود کو لیے جا رہے تھے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنمی پر جہنمی جا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ یزید بھی دوزخی ہے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی (نعوذ باللہ)

جواب: ماشاء اللہ یہ ہے آپ کی تاریخ دانی اور یہ ہے تواریخ کا حال۔ جناب یزید پلید کی پیدائش خلافت عثمانی میں ہوئی' دیکھو جامع ابن اثیر اور کتاب الناہیہ وغیرہ۔ حضور کے زمانہ شریف میں یزید امیر معاویہ کے کندھے پر کیا عالم ارواح سے کود کر آ گیا (لاحول ولا قوۃ)

لطیفہ: عام لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان ابن حکم کو مدینہ سے طائف نکل جانے کا حکم دیا اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں مروان کو مدینہ شریف واپس آنے کی اجازت دے دی لہٰذا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور کی مخالفت کی۔

ان بھلے آدمیوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ مروان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت چار برس کچھ ماہ کا تھا کیونکہ اس کی پیدائش غزوہ خندق کے سال ہوئی' پھر اس کے نکالے جانے کے کیا معنی۔ اس کے باپ حکم کو نکالا گیا۔ یہ اس کے ساتھ گیا۔ اس لیے مروان صحابیہ نہیں' حکم نے عہدِ عثمان میں اُس جرم سے توبہ کر لی جس کی وجہ سے اُسے نکالا گیا' توبہ کے بعد تو کافر پر بھی مومن کے احکام جاری ہو جاتے ہیں غرضیکہ بغض صحابہ عجیب تماشہ دکھاتا ہے۔

اعتراض ۱۵: ترمذی شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین قبیلوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ ثقیف' بنی حنیفہ' بنی اُمیہ اور امیر معاویہ بنی اُمیہ میں سے ہیں تو یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہوئے۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی' دوسرا تحقیقی۔ الزامی جواب تو یہ ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی بنی اُمیہ میں سے ہیں تو اگر معاذ اللہ قبیلہ بنی اُمیہ کا ہر فرد بشر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہو تو ان حضرات کے متعلق کیا کہو گے کہ حضرت عثمان غنی جلیل القدر عظیم الشان صحابی اور دو صاحبزادیاں حضور کی آپ کے نکاح میں آئیں۔ کسی شخص کو بھی پیغمبر کی دو صاحبزادیاں نکاح

میں میسر نہ ہوئیں اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے اور عمر ابن عبدالعزیز جلیل القدر تابعین میں سے ہیں جن کی عظمت پر دنیائے اسلام متفق ہے۔ جواب تحقیقی یہ ہے کہ کسی قبیلہ یا کسی شہر کے ناپسند ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اُس کا ہر فرد بشر ناپسندیدہ ہے اور کسی شہر یا قبیلہ کے محبوب ہونے کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ اُس کا ہر فرد بشر محبوب ہے حضور کو مکہ مکرمہ پیارا تھا تو یہ مطلب نہیں کہ ابوجہل ابولہب وغیرہ کفار مکہ بھی حضور کو پیارے تھے یا حضور کو مدینہ منورہ محبوب تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مدینہ کے سارے منافق عبداللہ ابن اُبی وغیرہ بھی محبوب تھے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نجد کا علاقہ ناپسند تھا کہ اس کیلئے دعا نہ فرمائی تو یہ مطلب نہیں کہ علاقہ نجد کے مخلص مومن بھی مبغوض تھے۔

چونکہ ان تینوں قبیلوں میں بعض بڑے مفسد پیدا ہوئے اُن کی وجہ سے اس قبیلہ کو ناپسندیدگی کا تمغہ ملا۔ چنانچہ بنی ثقیف میں مختار ابن عبید اور حجاج ابن یوسف جیسے ظالم ہوئے۔ قبیلہ بنی حنیفہ میں مسیلمہ کذاب اور اس کے متبعین مرتدین ہوئے۔ بنی امیہ میں یزید پلید اور عبیداللہ ابن زیاد جیسے فاسق' فاجر' ظالم' مردود ہوئے۔ چونکہ یہ لوگ مبغوض بارگاہ اور مردود تھے اور ان قبیلوں میں تھے اس لیے ان قبائل کو ناپسند فرمایا اسی کی تائید اُس حدیث سے ہوتی ہے جو ترمذی شریف میں اسی جگہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک مہلک ہوگا۔ چنانچہ جھوٹا تو مختار ابن ابی عبید ہوا اور مہلک ظالم حجاج ابن یوسف ہوا۔

آج ہم ایک خواجہ غریب نواز کی وجہ سے اجمیر کو اجمیر شریف کہتے ہیں اور بعض بے وفاؤں کی وجہ سے کوفہ کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اجمیر شریف کے ہندو بھی اشرف ہوں اور کوفہ کے ابراہیم علیہ السلام یا نوح علیہ السلام یا حضرت علی مرتضٰی پر زبان طعنہ دراز کی جائے غرضیکہ یہ اعتراض بہت لچر اور

پوچ ہے۔

اعتراض ۱۶: حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک ہوگی' پھر ملوکیت ہوگی (ترمذی' احمد ابوداؤد) یہ تیس سال امام حسن پر پورے ہو گئے چنانچہ صدیق اکبر کی خلافت قریباً دو سال' عمر فاروق کی دس سال' عثمان غنی کی بارہ سال' حضرت علی کی قریباً چھ سال' بقیہ چھ ماہ امام حسن نے پورے فرمائے اس سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ کی خلافت برحق نہیں۔

جواب: ہم مقدمہ میں عرض کر چکے ہیں کہ خلافت کبھی تو خلافت راشدہ کو کہتے ہیں جو علی منہاج النبوت ہو اور کبھی مطلق' سلطنت اور حکومت کو کہتے ہیں۔ یہ ہی خلیفہ کا حال بھی ہے۔ اس حدیث میں خلافت سے مراد خلافت راشدہ ہے۔ ہم سب اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ خلافت راشدہ کی مدت تیس سال تھی جو حضرت امام حسن پر پوری ہوگئی پھر امیر معاویہ اسلام کے پہلے سلطان ہوئے اور قیامت تک تمام سلاطین اسلام سلطان ہی ہوں گے۔ کوئی خلیفہ راشد نہ ہوگا اور دوسرے معنی سے یہ اسلامی سلطان خلیفہ ہے جیسے کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ بارہ خلفاء تک اسلام عزیز رہے گا۔ تمہارا یہ اعتراض تب ہوسکتا تھا جب ہم امیر معاوضہ کو خلفاء راشدین میں شمار کرتے ہوتے۔ لہٰذا یہ اعتراض ہم پر وارد نہیں۔

اعتراض ۱۷: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو انہیں قتل کر دو۔ اس حدیث کو امام ذہبی نے نقل کیا اور صحیح بتایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ یہ لائق گردن زدنی ہے۔

جواب: اس کا جواب اس کے سوا کیا دیا جائے کہ لَعۡنَةُ اللهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡنَ۔ کسی جھوٹے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھا اور امام ذہبی پر افترا کیا۔ سرکار فرماتے ہیں کہ مجھ پر دیدہ دانستہ جھوٹ باندھے' وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔ خدا کا خوف چاہیے امام ذہبی نے تردید کیلئے یہ حدیث اپنی تاریخ میں نقل فرمائی اور

وہاں ساتھ ہی فرما دیا کہ یہ موضوع یعنی گھڑی ہوئی ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

سوچنے کی بات ہے کہ حضور کو یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی خود ہی اپنے زمانہ میں قتل کرا دیا ہوتا۔ پھر تمام صحابہ اور تابعین اور اہل بیعت نے یہ حدیث سنی مگر عمل کسی نے نہ کیا۔ بلکہ امام حسین نے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کر کے ان کیلئے منبر رسول کو بالکل خالی کر دیا اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کے علم وعمل کی تعریفیں فرمائیں۔ انہیں مجتہد فی الدین قرار دیا۔ انہیں کسی کو یہ حدیث نہ پہنچی چودہ سو برس کے بعد تمہیں پہنچ گئی۔

خاتمہ: آخر میں ہم اپنے سنی بھائیوں کی خدمت میں چند ہدایات عرض کرتے ہیں اگر ان کا خیال رکھا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ دولت ایمان محفوظ رہے گی۔ اس زمانہ میں بہت خوش نصیب وہ ہے جو دنیا سے ایمان سلامت لے جائے۔

پہلی ہدایت: ایمان کے لیے محبت اہل بیت اطہار اور اطاعت صحابہ کبار ایسی ہی ضرورت ہے جیسے پرندے کیلئے دو بازو یا گاڑی کے لیے دو پہیے۔ اگر ان دونوں میں سے ایک سے محروم رہا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے سارے صحابہ تارے ہیں جن کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے اور فرمایا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے علیحدہ رہا ڈوب گیا۔ جیسے سمندر میں سفر کرنے والے جہاز کی بھی ضرورت ہے اور قطب نما تارے وغیرہ کی بھی۔ ایسے ہی مسافر آخرت کو اہل بیت کی کشتی اور صحابہ تاروں دونوں کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ اہل سنت کا بیڑا پار ہے کہ یہ اہل بیت کی کشتی پر سوار ہیں اور صحابہ کے تابعدار ہیں۔

رَبَّنَا ارْزُقْنَا الْخَاتِمَةَ عَلٰی سُنَّتِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

دوسری ہدایت: اہل بیت کی محبت اور صحابہ کرام کی اطاعت کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے سارے اہل بیت سے محبت کرے اور سارے صحابہ کرام سے عقیدت

رکھے۔ یادرکھو کہ ان دو مقدس جماعتوں میں سے ایک کی دشمنی در پردہ سب سے دشمنی ہے جیسے کہ سارے پیغمبروں پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایک کا انکار گویا سب کا انکار ہے۔ مومن ہونے کیلئے سب کو ماننا ضروری ہے ایسے ہی ایمان کیلئے حضور کے سارے صحابہ واہل بیت پر قربان ہونا لازم ہے جو کوئی کہے کہ میں اہل بیت اطہار میں حضور کی چار صاحبزادیوں میں سے صرف ایک صاحبزادی فاطمۃ الزہرا کو مانتا ہوں تو ازواج پاک میں سے صرف ایک بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو مانتا ہوں' تین دامادوں میں سے صرف ایک داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مانتا ہوں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے صرف پانچ چھ صحابہ کو مانتا ہوں' باقی کی برائیاں کرے وہ اصل میں حضور کو نہیں مانتا بلکہ اس فہرست بنانے والے کو مانتا ہے جس نے یہ لسٹ اپنی رائے سے مرتب کی' کوئی بارہ پر ایمان لایا' کوئی چھ اماموں پر' کوئی صرف تین پر یہ گنتی اور تعداد کیسی جس مومن نے ایمان کے ساتھ اُس جمال جہاں آرا کی ایک بار زیارت کر لی وہ ہماری آنکھوں کا تارا ہے۔ دل کا سہارا ہے۔

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کبار اہل سنت اطہار کی شان کا تو کیا پوچھنا مدینہ پاک کا غبار زخمی دل کا مرہم بے چین دل کا چین ہے۔ ہمارے لیے جیسے حضرت عائشہ صدیقہ کی نعلین شریف سر کا تاج ایسے ہی حضرت فاطمہ زہرا کے قدم کی خاک شریف آنکھوں کا سرمہ ہے۔ جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تاج العلماء اول خلفاء ہیں ویسے ہی حضرت علی مرتضیٰ خاتم الخلفاء قاسم ولایت اولیاء ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کے یہ معنی ہیں کہ جس چیز کو اس ذات کریم سے نسبت ہو اس سے ہم کو محبت اور وارفتگی ہو۔ مجنوں کو لیلیٰ کی گلی کا کتا پیارا' مومن کو جناب مصطفیٰ کے مدینہ کے کانٹے پیارے۔ مومن کو فہرست اور لسٹ سے کیا کام

عاشقاں راچہ کار باتحقیق
ہر کجا نام اوست قربانم

تیسری ہدایت: صحابہ کرام سے قبل اسلام جو کچھ صادر ہوا بعد اسلام جو خطائیں واقع ہوئیں اور رب تعالیٰ نے ان کی معافی کا اعلان فرما دیا اب اُن کا ذکر کرنا بہ نیت توہین ایمان کے خلاف ہے۔ حضرت ابوسفیان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لانے سے پہلے بہت جنگیں کیں۔ حضرت وحشی نے قبل ایمان حضرت حمزہ کو شہید کیا۔ ہندو زوجہ ابوسفیان نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش شریف کی بے حرمتی کی' بعد میں یہ لوگ مومن ہو گئے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بزرگوں کو معافی دے دی اور ان کو عزت و مال عطا فرمائے تو ہم کلیجہ پھاڑنے والے کون' کیا ہمارے دل میں حضور سے زیادہ ان کا درد ہے۔

جیسے کہ انبیاء کرام سے لغزشیں ہوئیں' یوسف علیہ اسلام کے بھائیوں سے خطائیں ہوئیں لیکن اُن کی معافی کا اعلان قرآن وحدیث میں ہو گیا۔ حضرت زلیخا سے برا ارادہ واقع ہوا پھر ان کی توبہ کا اعلان بھی ہو گیا۔ اب ہم کو یہ حق نہیں کہ اُن مقدس بزرگوں کی خطائیں اہانۃً بیان کر کے اپنا ایمان خراب کریں۔ ہماری نگاہ اُن خطاؤں پر نہ ہونی چاہیے بلکہ ان نسبتوں پر ہونی چاہیے' ہم یہ نہ دیکھیں کہ برادران یوسف علیہ اسلام یا حضرت زلیخا نے کیا کیا۔ ابوسفیان' وحشی وامیر معاوضہ رضی اللہ عنہ نے کیا کیا۔ ہماری نظر اس پر ہونی چاہیے کہ برادران یوسف علیہ اسلام نبی زادے نبی کے بھائی ہیں۔ زلیخا پیغمبر کی زوجہ ہیں۔ ابوسفیان اور وحشی سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تمام اولیاء وعلماء امت سے بہتر ہیں' ساری امت کے سردار ہیں۔

چوتھی ہدایت: بہتر یہ ہے کہ ہم صحابہ کرام کی آپس کی شکر رنجیوں اور خانہ جنگیوں کا ذکر ہی نہ کریں اور اگر ضرور کرنا پڑ جائے تو تمام کا ذکر خیر سے کریں کہ اُن سب کی خیریت کی گواہی قرآن کریم نے دی ہے۔ ہم خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خبردار نہیں ہیں۔ رب نے ان تمام باتوں کو جانتے ہوئے ان کے ایمان دار ہونے' اُن کے جنتی ہونے کی گواہی دی۔

اگر ہمارے والد اور چچا میں شکر رنجی یا جنگ ہو جائے تو ہماری سعادت مندی یہ ہے کہ اُن دونوں کا احترام کریں' وہ آپس میں پھر مل جائیں گے لیکن ہم بے ادبی کر کے دونوں طرف سے مارے جائیں گے۔ امیر معاویہ اور حضرت علی مرتضیٰ دونوں بھائی بھائی کی طرح جنت میں ہوں گے' ہم اُن میں سے کسی کو برا کہہ کر کیوں منہ کالا کریں۔ ایمان کا آخری فیصلہ یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی ڈگری' امیر معاویہ کی معافی' اسی پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔

پانچویں ہدایت: ہر مسلمان پر لازم ہے کہ تا قیامت سادات کرام کا ادب واحترام کرے اور یہ سمجھے کہ یہ حضرات ہمارے اُن پیغمبر کی اولاد ہیں جن سے ہم کو کلمہ ملا' ایمان ملا' قرآن ملا بلکہ یوں کہو کہ اُن سے ہمیں رحمٰن ملا۔ ہم کبھی بھی ان کے حق سے سبکدوش نہیں ہوسکتے۔ اس مقدس اور شریف نسب میں بہت سی خصوصیات ہیں۔ یہ سید الانبیاء کی اولاد ہیں اور رب تعالیٰ نیک باپ دادوں کے طفیل پر کرم فرماتا ہے۔ رب نے فرمایا:

وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا. (۱۸-۸۲) ان دو بچوں کا باپ نیک تھا

ان حضرات پر زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ حرام ہے کیونکہ یہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے۔ ساری قومیں گمراہ ہوسکتی ہیں مگر سارے سید کبھی گمراہ نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ حضرات ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لیے یہ دعا فرمائی تھی:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ. (۲-۱۲۸) اور ہماری اولاد میں اپنی اطاعت شعار جماعت رکھ۔

امام مہدی سید ہی ہوں گے جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام بھی نماز پڑھیں گے اور جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ اُن سادات پر ہم ہر نماز میں درود پڑھتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ۔

صواعق محرقہ میں فرمایا کہ خلافت ظاہری اگرچہ اہل بیت اطہار سے منتقل ہو گئی مگر خلافت باطنی تا قیامت سادات میں رہے گی چنانچہ ہر زمانہ میں قطب الاقطاب سید ہی ہوگا۔ سید حضرات حبل اللہ المتین ہیں جیسا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا۔ غرضکہ سادات کرام کا ادب واحترام ایمان کا رکن اول ہے حتیٰ کہ اگر سید سے کوئی گناہ ہو جائے تو ہم اُس گناہ کو برا سمجھیں سید کو برا نہ سمجھیں۔ اگر حاکم اسلام کے پاس کوئی سید ایسے جرم میں ماخوذ ہو کر آئے جس سے شرعی سزا قائم کرنا لازم ہے تو حاکم وقت یہ سمجھ کر حد شرعی اُس پر جاری کرے کہ شاہزادہ کے پاؤں میں کیچڑ لگ گئی ہے میں اسے صاف کر رہا ہوں۔ غرضکہ سادات کرام کا انتہائی ادب چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا ارْزُقْنَا حُبَّ آلِ رَسُوْلِکَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم نے سادات کرام کے طیب وطاہر نسب شریف کے فضائل میں مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے الکلام المقبول فی شرافت نسب الرسول اُس کا مطالعہ کرو۔

چھٹی ہدایت: خیال رہے کہ سادات کرام کی دادھیال اہل بیت اطہار سے ملتی ہے یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ان کی نانہیال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے کیونکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت فردہ بنت قاسم ابن محمد ابن ابوبکر الصدیق ہیں۔ (دیکھو صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۰) اسی لیے کسی نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ آپ ابوبکر صدیق کو کیا فرماتے ہیں تو آپ فرمانے لگے کہ اے سالم کیا کوئی اپنے ننہیال یا نانا کو بھی برا کہہ سکتا ہے۔ ابوبکر میرے نانا ہیں جو اُن سے بغض رکھے اللہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ کرے۔ (دیکھو صواعق محرقہ صفحہ ۳۲) اس لحاظ سے تمام مسلمانوں کو سادات کرام کے دادھیال اور نانہیال کا ادب کرنا چاہیے۔

امام جعفر صادق کا شجرہ نسب والد کی طرف سے یہ ہے۔

امام جعفر ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن علی مرتضٰی رضی اللہ عنہم۔

اور آپ کا نسب نامہ والدہ کی طرف سے یوں ہے۔

امام جعفر صادق ابن فردہ بنت قاسم ابن محمد ابن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہم تو آپ حضرت علی کے چوتھے پوتے اور حضرت ابوبکر صدیق کے چوتھے نواسے ہیں یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے۔

سانویں ہدایت: بعض حضرات بے خبری میں کہہ دیتے ہیں کہ ہم حضور کی آل ہیں تم لوگ حضور کی امت ہو تمہیں نیک اعمال کرنے چاہئیں، ہم کو ضرورت نہیں۔ یہ بہت ہی بری بات ہے اولاً تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ہم حضور کی امت نہیں یہ اپنے کفر کا اقرار ہے اور اقرار کفر بھی کفر ہے ہر مومن حضور کا امت اجابت ہے اور ہر مخلوق حضور کا امت دعوت ہے۔ امت نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ میں مسلمان نہیں۔ تمام صحابہ تمام ازواج اولاد بلکہ خود حضور کے والدین کریمین حضور کی امت ہیں اور سب کیلئے حضور کا امتی ہونا فخر ہے۔

نیز کوئی شخص موت سے پہلے اعمال سے مستثنٰی نہیں ہوسکتا خود آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم اعمال کرتے تھے اور خود حضرت علی و فاطمہ زہرا حضرات حسنین نیک اعمال کے سختی سے پابند تھے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا تھا کہ اے فاطمہ ایسا نہ ہو کہ لوگ قیامت میں اعمال لے کر آئیں اور تم صرف نسب، حضرت حسین نے شہادت کے وقت تک نماز پڑھی حتیٰ کہ سجدہ میں سر دیا۔ اب اُن سے بڑھ کر کون ہے جسے اعمال کی ضرورت نہ رہی۔

بلکہ حضور کی اولاد کو نیک اعمال زیادہ چاہئیں تاکہ اُن کا عمل اُن کے آباؤ اجداد کی زندگی شریف کا نمونہ ہو۔ دیکھنے والے کہیں کہ جن کی اولاد ایسی پاکباز ہے وہ خود کیسے ہوں گے۔ یاد رہے کہ ریل کا مسافر خواہ فسٹ کا ہو یا تھرڈ کا۔ انجن کی اور

ریلوے لائن پر رہنے کی سب کو ضرورت ہے بلکہ فسٹ کا مسافر زیادہ کرایہ ادا کرتا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تو فسٹ کا مسافر ہوں نہ ریلوے لائن کا محتاج نہ مجھے انجن کی ضرورت نہ میں کرایہ ادا کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے چلانے والے ہیں اسلام لائن ہے اور اعمال گویا کرایہ ہے۔

آٹھویں ہدایت: اہل بیت کی محبت دو طرح کی ہے سچی اور جھوٹی' سچی محبت نجات کا ذریعہ ہے' جھوٹی محبت ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے اور یہودیوں نے عزیز علیہ السلام سے جھوٹی محبت کی کہ عیسائیوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔ ہم کو اعمال کی ضرورت نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سولی پر چڑھ جانا ہم سب کے گناہوں کا کفارہ ہو چکا۔ یہود نے عزیز علیہ السلام کو رب کا بیٹا مانا یہ بھی جوش محبت میں ہی تھا۔ بتاؤ اس غلط محبت سے وہ مومن ہوئے' ہرگز نہیں۔

اہل بیت کی سچی محبت یہ ہے کہ دل اُن پر فدا ہو۔ ان کی اتباع میں ان کے اعمال کرنے کی کوشش ہو۔ نماز کی سخت پابندی کی جائے' صبر و شکر کا دامن کبھی نہ چھوڑے۔ ان کے نقش قدم کو اپنے لیے رہبر بنائے۔ عاشورہ کے دن رات کو نوافل پڑھے' دن میں روزہ رکھے۔ اُس دن صدقہ و خیرات کرے' تلاوت قرآن میں دن گزارے۔ کفار سے جہاد کیلئے تیار رہے۔ نااہل کو کبھی ووٹ نہ دے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنا ووٹ نہ دیا' سر دے دیا۔ طاغوتی طاقت کے آگے کبھی نہ جھکے۔ قانون اسلامی کو ٹوٹتا ہوا دیکھے تو جان دے دے مگر اسلام کی شان میں فرق نہ آنے دے۔ مصیبت میں گھبرا نہ جائے' بہرحال اُن کی سی زندگی گزارنے کی کوشش کرے۔

اہل بیت اطہار کی یہ سچی محبت ہے خواہ زبان سے اس محبت کا اعلان ہو اللہ یہ محبت نصیب کرے۔

مگر جب نماز کا ذکر نہیں' اسلامی صورت نہیں' مسلمان کا سا لباس نہیں' اسلامی

اخلاق نہیں، صرف عاشورہ کے دن سینہ یا سر پیٹ لیا، گھوڑا نکال لیا، ماتم کر لیا، زنجیر سے سینہ زخمی کر لیا اور سمجھے کہ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا، جنت کا ٹکٹ مل گیا، دوستو یہ سچی محبت اہل بیت نہیں، یہ تو یزیدیوں کی نقل ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں زنجیر نہ تھی تلوار تھی۔ انہوں نے اپنا سینہ نہ کوٹا تھا۔ یزیدیوں کا سر کچلا تھا، اُن کی زبان پر ہائے وائے نہ تھی بلکہ قرآن تھا۔ انہوں نے عاشورہ کے دن نماز نہ چھوڑی تھی کھانا پینا چھوڑا تھا۔ کاش آج ہمارے ہاتھ میں بجائے زنجیر کے کفار کے مقابلہ میں تلوار ہوتی۔

لطیفہ: کسی نے حضرت امیر ملت قطب الوقت سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض لوگ ہمارے ہاں امام حسین رضی اللہ عنہ کا مصنوعی جنازہ بنا کر سینے پیٹتے ہیں تو آپ فرمانے لگے کہ اگر یہ عقل مند یزید کا جنازہ بناتے تو اُس پر چار جوتیاں ہم بھی مار آتے۔ پھر فرمایا کہ اس سے تو ہندو ہی عقل مند رہے کہ وہ دسہرے کے دن دشمن یعنی راون کا تابوت بنا کر اُسے گولی کا نشانہ بناتے ہیں، رام چندر کا جنازہ نہیں بناتے۔

نیز کسی نے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضور سید دوزخ میں جا سکتے ہیں یا نہیں۔ فرمایا رب تو نہیں چاہتا کہ سید دوزخ میں جائیں اگر ان میں سے کوئی خود ہی دوزخ میں چھلانگ لگائے تو اُس کی مرضی۔

نویں ہدایت: صحابیت وہ درجہ ہے جس کو کوئی غیر صحابی نہیں پہنچ سکتا، جس کے دلائل گزر چکے۔ پھر جو خوش نصیب لوگ صحابی بھی ہوں اور حضور کے اہل بیت بھی وہ تو نورٌ علیٰ نور ہیں۔ جیسے حضور کی ازواج پاک اور تمام صاحبزادیاں رضی اللہ عنہم اجمعین لیکن وہ حضرات جو صحابی تو ہیں مگر اہل بیت نہیں۔ جیسے حضرات خلفاء ثلاثہ یا عام مہاجرین وانصار ان بزرگوں سے زیادہ درجہ والے ہوں گے جو اہل بیت تو ہیں مگر صحابی نہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صاحبزادگان جو ہوش سنبھالنے

سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ کیونکہ صحابیت بڑی اعلیٰ نعمت ہے۔ اس لیے عرض کیا گیا کہ آج کل بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل بیت تو صحابی نہیں اور کوئی صحابی اہل بیت نہیں وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ صحابی غیروں کو کہا جاتا ہے جو حضور کے اپنے ہیں وہ صحابی نہیں۔

پھر کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں افضل ہیں اور صحابہ سے اُن کی وہ ہی مراد ہوتی ہے جو ہم عرض کر چکے' مگر یہ غلط ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد انبیاء افضل البشر ہیں۔ دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات شریف میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلے پر کھڑا کیا اور تمام مسلمانوں کا امام بنایا اور یہ اتفاقاً نہ تھا بلکہ فرمایا کہ جس قوم میں ابوبکر ہیں اس میں کسی اور کو امام بننے کا حق ہی نہیں اور ظاہر ہے کہ قوم میں امام اُس کو بنایا جاتا ہے جو سب سے علم وفضل میں زیادہ ہو۔ رب نے بھی ابوبکر صدیق کو ابوالفضل یعنی سب سے افضل فرمایا کہ فرمایا: وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ (۲۲-۲۴) خیال رہے کہ فضل کے بعد منکم مذکور ہے لیکن سعۃ کے بعد منکم نہیں۔ معلوم ہوا کہ صدیق اکبر فضیلت میں تمام صحابہ واہل بیت سے زیادہ ہیں مگر مالداری میں نہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ یہ کلی فضیلت کا ذکر تھا۔ نیز جزوی فضیلت میں بعض اہل بیت اطہار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں جیسے لخت جگر ہونے' نور نظر ہونے' جزو بدن ہونے کی جو عظمت حضرت خاتون جنت کو حاصل ہے وہ صدیق اکبر کو نہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے مطلقاً اور کلی طور پر افضل ہیں لیکن بعض انبیاء کرام میں بعض جزوی خصوصیات علیحدہ موجود ہیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا مسجود ملائکہ ہونا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر والد پیدا ہونا۔

دسویں ہدایت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ اور بی بی خدیجۃ الکبریٰ افضل واعلیٰ ہیں۔ بی بی عائشہ صدیقہ میں بہت

خصوصیات ہیں۔ آپ ہی حضور کو کنواری ملیں۔ آپ ہی تمام ازواج سے زیادہ علم والی کہ بہت سی احادیث آپ سے مروی ہیں اور قرآن حکیم کی فہم بے مثل رکھتی تھیں۔ آپ کے بستر میں حضور پر وحی آتی تھی۔ آپ کو روح الامین سلام عرض کرتے تھے۔ آپ کو کچھ لوگوں نے تہمت لگائی تو رب نے آپ کی عصمت کی گواہی قرآن میں دی۔ یعنی بی بی مریم کو تہمت لگائی تو عیسیٰ علیہ السلام گواہ' یوسف علیہ السلام کو تہمت لگائی تو ایک شیر خوار بچہ گواہ' محبوبہ محبوب کو تہمت لگائی تو خود رب تعالیٰ گواہ۔ آپ ہی کے سینہ شریف پر حضور کی وفات ہوئی اور آپ کے ہی حجرہ میں حضور تا قیامت جلوہ گر ہیں۔

بی بی خدیجۃ الکبریٰ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنوارے ملے۔ حضور نے آپ کی موجودگی میں کوئی اور نکاح نہ کیا۔ آپ نے ہی حضور کے آڑے وقت میں نہایت وفادارانہ طور پر ساتھ دیا۔ آپ ہی کے مال سے اللہ نے حضور کو غنی فرمایا وَوَجَدَکَ عَائِلاً فَاَغْنٰی۔ آپ ہی حضور کی تمام اولاد کی ماں ہیں کہ سوا حضرت ابراہیم کے تمام اولاد آپ سے ہے۔ آپ ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کی اصل اور تمام سادات کرام کی دادی صاحبہ ہیں میں کیا اور میرا منہ کیا۔ کہ ان سرکاروں کے مراتب بیان کرسکوں۔ اُن کی قبر انور کے ذرے مسلمانوں کے دل کے قبلہ اور جان کے کعبہ ہیں۔

تمام اولاد پاک میں حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا بہت افضل واعلیٰ ہیں۔ آپ سید الانبیاء کی لاڈلی' سید الاولیاء شیر خدا کی بانو یعنی گھر کا اجالا ہیں اور سید الشہداء کی ماں حضور کے شجر اولاد کی اصل ہیں۔

حضور کے والدین کریمین طیبین طاہرین حضور کی نبوت کے ظہور سے پہلے وفات پا گئے۔ وہ حضرات اپنی زندگی میں بے گناہ مومن اور اللہ کے مقبول تھے جنہیں رب نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی امانت کیلئے چنا۔ پھر نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوبارہ زندہ فرما کر اپنے شرف دیدار سے مشرف فرمایا۔ انہیں اپنا کلمہ پڑھا کر اپنی امت میں داخل فرمایا۔ (شامی) اب وہ حضرات صحابی رسول ہیں۔

چند نشستوں میں یہ چند اوراق سیاہ کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ اس سیاہی سے میری سیاہ کاری دور فرمائے اور میرے نامہ اعمال کی سیاہی کو دھو دے مجھے قیامت کی رو سیاہی سے بچائے۔

میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک صحابی رسول کی ذات شریف سے لوگوں کے مطاعن دفع کروں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان کی اُس کے پس پشت عزت بچائے تو اللہ اسے قیامت کی ذلت سے بچائے گا تو جو کوئی حضور کے ایک صحابی کی عزت سے طعن دور کرے تو حضور کے اس وعدے کے مطابق امید ہے کہ رب اسے ذلت وخواری سے دین ودنیا میں بچائے گا۔ فقیر کی یہ حقیری تحریر جسے پسند آئے وہ قبول فرمائے اور مجھے دعائے خیر سے یاد کرے اور جسے پسند نہ آئے وہ مجھے برا کہے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے سے باز آئے تب بھی میری محنت ٹھکانہ لگی۔

تتمہ

یہ رسالہ لکھ چکنے کے بعد میرے عزیز ترین شاگرد رشید الحاج سید محمود شاہ صاحب گجراتی سلمہ نے مجھے رائے دی کہ میں اس رسالہ میں حضرت قطب ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ العزیز اور حضرت محبوب سبحانی غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے ارشادات گرامی جو اُن بزرگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام کے متعلق فرمائے ضرور یہاں نقل کردوں تاکہ برکت کے ساتھ ساتھ استدلال میں قوت بھی حاصل ہو۔ مجھے ان کی عزیز کی یہ رائے بہت پسند آئی۔ میں نہایت فخر سے ان محبوبان بارگاہ الٰہی کے ارشادات نقل

کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ ناظرین کرام بغور ملاحظہ کریں اور ایمان تازہ کریں اور سوچیں کہ ان بزرگوں کی عقیدت صحابہ کرام اور امیر معاویہ کے متعلق کیا تھی۔

قطب ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ جو اکابر اولیاء امت میں سے ہیں اُن کے مکتوبات شریف مومنوں کی آنکھوں کا نور دل کا سرور ہیں۔ اس مکتوبات شریف جلد اول مکتوب پنجاہ و چہارم صفحہ ۸۶ جو شیخ فرید صاحب کو تحریر فرمایا گیا جس میں بدمذہب کی صحبت سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی اُس میں فرماتے ہیں:

"بدترین جمیع فرق بلتدعان جماعت اندکہ با صحاب پیغمبر بغض دارند اللہ تعالیٰ در قرآن خود ایشاں را کافری نامد لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ قرآن وشریعت را اصحاب تبلیغ نمووند اگر ایشاں مطعون باشند طعن در قرآن شریف لازم آید"	تمام بدعتی فرقوں میں بدتر فرقہ وہ ہے جو حضور کے صحابہ سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس فرقہ کو کافر کہا ہے کہ قرآن میں فرمایا لیغیظ بہم الکفار قرآن اور شریعت کی تبلیغ صحابہ نے کی اگر خود صحابہ ہی مطعون ہوں تو قرآن اور ساری شریعت میں طعنہ ہوگا۔

حضرت مجدد الف صاحب اسی مکتوب شریف میں کچھ آگے ارشاد فرماتے ہیں:

"دخلاء ے فے ونزاع کہ درمیان اصحاب واقع شدہ بود محمول بر ہوائے نفسانی نیست درصحبت خیر البشر نفوس ایشاں تزکیہ رسیدہ بودند واز آزادگی آزاد گشتہ"	جو جھگڑے اور لڑائیاں صحابہ کرام میں ہوئیں وہ نفسانی خواہش کی بنا پر نہ تھیں کیونکہ صحابہ کے نفوس حضور کی صحبت کی برکت سے پاک ہو چکے تھے اور ستانے سے آزاد۔
"ایں قدر می دانم کہ حضرت امیر در	میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ان جنگوں میں

آں باب برحق بودند ومخالف ایشاں برخطا بود اما ایں خطا خطاء اجتہادی است تا بحد فسق نمیر ساند بلکہ ملامت راہم دریں طور خطا گنجائش نیست کہ مخطی رانیز دیک درجہ است از ثواب"

علی مرتضٰی حق پر تھے اور ان کے مخالفین خطا پر لیکن یہ خطا اجتہادی ہے جو فسق کی حد تک نہیں پہنچاتی بلکہ یہاں ملامت کی بھی گنجائش نہیں کیونکہ خطا کار مجتہد کو بھی ثواب کا ایک درجہ مل جاتا ہے۔

حضرت مجددِ الف ثانی اسی مکتوبات شریف جلد دوم مکتوبات سی ششم صفحہ ۷۶ میں جو خواجہ محمد نقی صاحب کو حقیقت مذہب اہل سنت کے بارے میں لکھا گیا اُس میں فرماتے ہیں۔

"ہر گاہ اصحاب کرام اور بعض امور اجتہادیہ بآں سرور علیہ الصلوٰۃ وتسلیمات مخالفت کردہ اند بخلاف رائے آں سرور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات حکم نمودہ اندو آں اختلاف ایشاں مذموم رملام نبود وضع آں باوجود نزول وحی نیامدہ"

جبکہ صحابہ کرام بعض اجتہادی چیزوں میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کی بھی مخالفت کرتے تھے اور حضور کی رائے کے مخالف رائے دیتے تھے اور ان کا یہ اختلاف نہ برا تھا نہ ملامت کے قابل اور انکے خلاف کوئی وحی نہ آئی تو حضرت علی کی مخالفت اجتہادی امور میں کفر کیسے ہو گئی اور علی مخالفین پر طعن وملامت کیوں ہے حضرت علی سے جنگ کرنے والے اہل اسلام کی بڑی جماعت اور جلیل القدر صحابہ ہیں۔ اُن میں سے بعض وہ ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت آ چکی ہے انہیں کافر کہنا یا ملامت کرنا آسان نہیں ہے۔ بہت سخت بات ان کے منہ

"مخالفت با امیر ور امور اجتہادیہ چرا کفر باشد ومخالفان چرا مطعون وملام باشند محاربان امیر جم غفیر انداز اہل اسلام وازا جلاء اصحاب۔ اندو بعضے از ایشاں مبشر بجنت تکفیر وتشنیع ایشاں امر آسان نیست۔ کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ"

سے نکلتی ہے۔

حضرت مجدد صاحب قدس سرہ اس طویل مکتوب شریف میں کچھ آگے ارشاد فرماتے ہیں۔ غور سے ملاحظہ فرمادیں۔

''صحیح بخاری کہ اصح کتب است بعد کتاب اللہ وشیعہ نیز بآں اعتراف دارند فقیر از احمد نیلتی کہ از اکابر شیعہ بودہ است شنیدہ ام کہ می گفت کتاب بخاری اصح کتب است بعد کتاب اللہ آنجا روایت ہم از موافقان امیر است وہم از مخالفان امیر و بموافقت ومخالفت مرجوع دراج نداشتہ اند۔ چنانچہ از امیر روایت کند از معاویہ نیز روایت کند اگر شائبہ طعن در معاویہ ودر روایت معاویہ بودے ہرگز درکتاب روایت نہ کردے واورا درج نہ کرد''

صحیح بخاری جو قرآن کے بعد بڑی صحیح کتاب ہے اور شیعہ بھی اس کا اقرار کرتے ہیں یعنی شیعوں کے بڑے عالم احمد نیلتی کو سنا کہ کہتا تھا قرآن کے بعد بخاری تمام کتب میں صحیح تر کتاب ہے اُس میں بھی حضرت علی کے مخالفین سے روایات موجود ہیں اور امام بخاری نے حضرت علی کی موافقت یا مخالفت کی وجہ سے حدیث کو راجح یا مرجوح نہ فرمایا۔ امام بخاری جیسے کہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں ویسے ہی امیر معاویہ میں طعنہ کا ادنیٰ شائبہ ہوتا تو امام بخاری اُن سے ہرگز روایت نہ کرتے اور درج نہ فرماتے۔

نوٹ ضروری: حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ اسی مکتوب شریف میں اپنا ایک عجیب واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میرا طریقہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاد شریف وحضرت علی رضی اللہ عنہم کی فاتحہ کیلئے کھانا پکواتا تھا۔ ایک بار میں نے خواب میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی دیکھا کہ میں سلام عرض کررہا ہوں مگر جواب نہیں ملتا اور حضور میری طرف توجہ نہیں فرماتے کچھ دیر بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ ''نجانہ

عائشہ میخورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد" ہم عائشہ کے گھر کا کھانا کھاتے ہیں جو مجھے کھانا بھیجے وہ عائشہ کے گھر بھیجے۔ میں سمجھ گیا کہ میں فاتحہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کا نام نہیں لیتا ہوں۔ اُس کے بعد سے میں تمام ازواج پاک خصوصاً حضرت صدیقہ کو فاتحہ میں شریک کر لیتا ہوں تمام ازواج حضور کی بچی اہل بیت ہیں۔ (انتہی صفحہ ۴۷)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ان ارشادات گرامی سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ حضرت مجدد کا عقیدہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ازواج پاک اور تمام صحابہ کرام کے متعلق کیا ہے اب جس مسلمان کے دل میں حضرت مجدد صاحب کی محبت ہو گی وہ امیر معاویہ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی نہیں کر سکتا اگر کرے گا تو حضرت مجدد صاحب کی جماعت سے خارج ہو گا۔

حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی قدس سرہٗ العزیز نے اپنی کتاب مستطاعت غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۷۱ پر اہل سنت کے عقائد کے بیان میں ایک فصل باندھی۔

فَصلٌ وَيَعتَقِدُ اَهلُ السُّنَةِ اَنَّ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ خَيرُ الْاُمَمِ وَاَفضَلَهُم اَهلُ الْقَرنِ الَّذِينَ شَاهَدُهُ.

اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام امتوں میں بہتر حضور کی امت ہے اور ان سب امت میں اُس زمانہ والے بہتر ہیں جنہوں نے حضور کو دیکھا۔

اس فصل میں خلافت کے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

ثُمَّ وَلِىَ مَعَاوِيَةُ تِسْعَ عَشَرَ سَنَةً وَكَانَ قَبلَ ذَالِكَ وَلَّاهُ عُمَرُ الْاِمَارَةَ عَلىٰ اَهلِ الشَّامِ

پھر خلافت کے والی امیر معاویہ رہے انیس سال تک اور اس سے پہلے انہیں عمر رضی اللہ عنہ نے شام کا حاکم رکھا تھا بیس سال

عِشْرِيْنَ سَنَةً. تک۔

حضور غوث پاک اسی غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۷۵ میں امیر معاویہ اور علی مرتضٰی کی جنگ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

وَاَمَّا قِتَالُهُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَائِشَةَ وَمُعَاوِيَةَ فَقَدْ نَصَّ الْإِمَامُ اَحْمَدُ عَلَى الْإِمْسَاكِ عَنْ ذٰلِكَ وَجَمِيْعِ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ مِنْ مُنَازَعَةٍ وَمُنَافَرَةٍ وَخُصُوْمَةٍ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُزِيْلُ ذٰلِكَ مِنْ بَيْنِهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَمَا قَالَ عَزَّوَجَلَّ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ وَلِاَنَّ عَلِيًّا كَانَ عَلَى الْحَقِّ فِيْ قِتَالِهِمْ فَمَنْ خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ بَعْدُ وَنَاصِبَهُ حَرْبًا كَانَ بَاغِيًا خَارِجًا عَنِ الْإِمَامِ فَجَازَ قِتَالُهُ وَمَنْ قَاتَلَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ طَلَبُوْا ثَارَ عُثْمَانَ خَلِيْفَةٍ حَقِّ الْمَقْتُوْلِ ظُلْمًا وَالَّذِيْنَ قَتَلُوْا كَانُوْا فِيْ عَسْكَرِ عَلِيٍّ فَكُلٌّ ذَهَبَ اِلٰى تَاْوِيْلٍ صَحِيْحٍ.

اور لیکن حضرت علی ﷺ کا حضرت طلحہ زبیر و عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ سے اس قتال کے متعلق امام احمد نے تصریح کی ہے کہ اس میں اور صحابہ کی تمام جنگوں میں بحث کرنے سے باز رہنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی تمام کدورتوں کو قیامت میں دور فرما دے گا جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے کہ ہم جنتیوں کے سینوں سے کینے نکال دیں گے اور اس لیے کہ علی مرتضٰی ان صحابہ سے جنگ کرنے میں حق پر تھے اور جو کوئی انکی اطاعت سے خارج ہوا اور ان کے مقابل جنگ آزما ہوا اس سے جنگ جائز ہوتی اور جن بزرگوں نے علی مرتضٰی سے جنگ کی جیسے حضرت طلحہ زبیر امیر معاویہ انہوں نے حضرت عثمان کے خون کے بدلہ کا مطالبہ کیا جو کہ خلیفہ برحق اور مظلوم ہو کر شہید کئے گئے اور عثمان کے قاتلین حضرت علی کی فوج میں شامل تھے لہٰذا ان میں سے ہر ایک صحیح تاویل کی طرف گئے۔

حضور غوث الثقلین سرکار بغداد اسی غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۷۶ میں امیر معاویہ کی امارت و خلافت کے متعلق یوں ارشاد فرماتے ہیں:

وَاَمَّا خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِي سُفْيَانَ فَثَابِتَةٌ صَحِيْحَةٌ بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ وَبَعْدَ خَلْعِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ نَفْسِهٖ عَنِ الْخِلَافَةِ وَتَسْلِيْمِهَا اِلٰى مُعَاوِيَةَ لِرَأْيٍ رَآهُ الْحَسَنُ وَمَصْلِحَةِ عَامَّةٍ تَحَقَّقَتْ لَهٗ وَحِقْنِ دِمَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ.

اور رہی امیر معاویہ ابن ابی سفیان کی خلافت پس وہ اس وقت سے درست ہوئی جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے کو خلافت سے علیحدہ کر لیا اور امیر معاویہ کے سپرد کر دی۔ ایک مصلحت کی بنا پر جو امام حسن رضی اللہ عنہ نے دیکھی اور آپکو مصلحت عامہ اسی میں نظر آئی۔ مسلمانوں کا خون بچانے کیلئے۔

حضور غوث پاک سرکار بغداد جیلانی اسی غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۷۸ میں اہل سنت کا عقیدہ یوں بیان فرماتے ہیں:

وَاتَّفَقَ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَالْاِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِيْهِمْ وَاِظْهَارِ فَضَائِلِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ وَتَسْلِيْمِ اَمْرِهِمْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى مَا كَانَ وَجَرٰى مِنْ اِخْتِلَافِ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَمُعَاوِيَةَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰى مَا قَدَّمْنَا بَيَانَهٗ وَاِعْطَاءِ كُلٍّ

سارے اہلسنت اس پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کی جنگوں میں بحث سے باز رہا جائے اور انہیں برا کہنے سے پرہیز کیا جائے۔ اُن کے فضائل اور اُنکی خوبیاں ظاہر کی جائیں اور اُن بزرگوں کا معاملہ رب کے سپرد کیا جائے۔ جیسے وہ اختلافات جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ معاویہ طلحہ زبیر رضی اللہ عنہم میں واقع ہوئے جس کا بیان ہم پہلے کر چکے

ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا.

ہیں اور ہر عظمت والے کو اُس کی عظمت کا حق دیا جائے کیونکہ رب تعالیٰ مومنوں کی شان میں ارشاد فرماتا ہے کہ جو مسلمان ان صحابہ کے بعد آئے وہ یوں کہتے ہیں کہ اے رب ہمیں بخش دے۔

حضور پاک رضی اللہ عنہ کے ان ارشادات کو سن کر سچا مسلمان اور کوئی بزرگوں کا ماننے والا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کر کے اپنا ایمان برباد نہ کرے گا۔

حضور غوث اعظم کا یہ واقعہ تو مشہور ہی ہے جسے عام علماء وواعظین بیان فرماتے رہتے ہیں کہ کسی نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تو بڑی شان ہے وہ حضور کے سالے، حضور کے کاتب وحی اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ اسلام لا کر صرف ایک نظر حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکے پھر سرکاری حکم سے ایسے گوشہ نشین ہوئے کہ حضور کے وصال کے بعد ہی باہر نکلے۔ کسی ولی کی محبوبیت حضرت وحشی تک نہیں پہنچ سکتی کیونکہ وہ صحابی رسول ہیں اور صحابی تمام جہان کے اولیاء سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

طریقت کے امام اعظم یعنی غوث اعظم کے ارشادات تو سن چکے اب شریعت کے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے ارشاد گرامی بھی سنو۔ وہ اپنی کتاب فقہ اکبر میں صحابہ کے متعلق اہل سنت کا یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ صفحہ ۸۵

فَنَتَوَلَّاهُمْ جَمِیْعًا وَلَا نَذْكُرُ الصَّحَابَةَ اِلَّا بِخَیْرٍ.

ہم اہلسنت تمام صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور انہیں بھلائی سے ہی یاد کرتے ہیں۔

اس کی شرح میں مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر میں یوں فرماتے ہیں:

وَاِنْ صَدَرَ مِنْ بَعْضِهِمْ بَعْضُ مَاصَدَرَ فِي صُوْرَةِ شَرٍّ فَاَنَّهُ كَانَ عَنْ اِجْتِهَادٍ وَلَمْ يَكُنْ عَلٰى وَجْهِ فَسَادٍ.

اگر چہ بعض صحابہ سے وہ چیزیں صادر ہوئیں جو بظاہر صورت شر ہیں لیکن وہ سب اجتہاد سے تھیں فساد سے نہ تھیں۔

بتاؤ اب کون حنفی ہے جو اپنے کو حنفی کہتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان طعن کھولے اور اپنے امام کی مخالفت کرے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

سرتاج اولیاء سند اصفیاء زینت پنجاب حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہٗ العزیز اپنی کتاب کشف المحجوب باب ذکر امہ اہل بیت میں صفحہ ۵۸ پر حضرت امیر معاویہ کا ایک واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔ سنو اور پتہ لگاؤ کہ داتا صاحب کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا عقیدت و نیازمندی ہے۔

"روزے مردے بنزدیک دے آمد وگفت یا پسر رسول اللہ من مرد درویشم اطفال دارم مرااز تو قوت امشب باید حسین رضی اللہ عنہ دے۔ اگفت بنشیں کہ مرا رزقے درراہ است تا بیارند بسے برنیامد کہ پنج صرہ از دینار بیاوردند از نزد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اندر ہر صرہ ہزار دینار بود وگفتہ کہ معاویہ ازتو عذری خواہد وی گوید کہ

ایک دن ایک آدمی امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند میں فقیر بال بچے دار ہوں۔ آج رات کی روٹی چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ ٹھہرو ہمارا رزق راستہ میں ہے وہ پہنچ جانے دو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے آپ کی خدمت میں پانچ تھیلیاں پہنچیں ہر ایک میں ہزار ہزار اشرفیاں تھیں اور

ایں وجہ مقدار اندر وجہ کہتراں خرچ کن تا بر اثر ایں تیماری نیکوتریں داشتہ آید حسین رضی اللہ عنہ اشارت بداں درویش کردتا آں پنج صرہ بد ودادند۔

لانے والوں نے پیغام دیا کہ معاویہ معذرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ معمولی نذرانہ اپنی معمولی ضرورتوں میں خرچ فرمادیں۔ اس کے بعد اس سے بہت زیادہ حاضر کیا جائے گا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اُس فقیر کی طرف اشارہ فرمایا اور پانچوں تھیلیاں اُسے بخش دیں۔

داتا صاحب قدس سرہٗ نے اس واقعہ میں چند باتیں بتائیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا غیب کا حال جاننا کہ آئندہ کی خبر دے دی۔ امیر معاویہ کی اہل بیت اطہار سے نیازمندی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھاری نذرانہ پیش فرمایا کرتے تھے اپنے خزانہ کے منہ اہل بیت اطہار کیلئے کھول دیئے تھے (خیال رہے کہ یہ ہدیہ خالص نذرانہ تھا۔ سالانہ وظیفہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا مقرر ہوا تھا نہ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا) امام حسین رضی اللہ عنہ کا اُس نذرانہ کو قبول فرما کر راہ خدا میں خیرات فرمانا (خیال رہے کہ نہایت طیب وطاہر حلال چیز اللہ کی راہ میں خیرات دی جاتی ہے) آئندہ زیادہ نذرانہ پیش کرنے کا وعدہ۔

اب کون عقیدت مند ہے کہ جو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مان کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بدگوئی کرے۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

ہم اس کتاب میں حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ کی مثنوی شریف کا حوالہ پیش کر چکے ہیں جس میں انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمانوں کا ماموں لکھا ہے نیز اُن کی کرامت مثنوی کے

چودہ صفحات میں بیان فرمائی کہ انہیں ابلیس لعین نماز کیلئے جگانے آیا پھر آپ کے پکڑ لینے پر وہ آپ کی گرفت سے چھوٹ نہ سکا اور نہ آپ کو فریب دے سکا۔

غرض کہ تمام علماء اہل سنت اور اولیاء امت کا متفقہ عقیدہ یہ ہی رہا اور یہ ہی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام کا دل سے احترام کریں۔ انہیں تمام اُمت سے افضل جانیں لہٰذا یہ ہی صراط مستقیم ہے جو اولیاء اللہ کا راستہ ہے وہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ اُس پر رہنے کا ہم کو حکم خداوندی ہے۔ رب فرماتا ہے: وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (۹-۱۱۹) سچوں کے ساتھ رہو اور فرماتا ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (۱-۶،۷) اے خدا ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت دے اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ یہ اولیاء اللہ ہی انعام والے بندے ہیں۔ یہ ہی سچے لوگ ہیں انہیں کا راستہ سیدھا راستہ ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والے کون ملیں گے یا رافضی یا وہ سنی جو روافض کی صحبت میں رہ کر یا اُن کی کتب دیکھ کر اپنے ایمان کی دولت برباد کر چکے۔ رب تعالیٰ ہر مسلمان کا ایمان اس زمانہ کی ہواؤں سے محفوظ رکھے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

احمد یار خان

خطیب جامع چوک پاکستان گجرات پنجاب

۹ شعبان ۱۳۷۵ھ یوم جمعۃ المبارک

اسلامی زندگی

اعلیٰ

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادری پبلشرز

منظور منزل، ۴۲۔ اردو بازار، لاہور

سلطنتِ مصطفیٰ ﷺ

مصنّف

حکیم الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادری پبلشرز

منظور منزل، ۴۲۔ اردو بازار، لاہور

جاء الحق

وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادری پبلشرز

منظور منزل، ۴۲ اردو بازار لاہور

قادری پبلشرز. لاہور







